

تفہیم الکتاب

جلد ۱

بائبل

کا

مقصد اور مقام

تفہیمُ الکتاب

جلد نمبر ۱

بائبل کا مقصد اور مقام

از: جان آر۔ ڈبلیو سٹاٹ

ترجمہ: وِکلف اے سنگھ

ناشرِین

مسیحی اشاعت خانہ

۳۶ فیروز پُور روڈ۔ لاہور-۱۶

طابع ——— اے۔ این۔ وآلٹر

مطبع ——— مکتبۂ جدید پریس، لاہو

بار ——— اوّل

تعداد ——— ۲ دو ہزار

قیمت ——— ۵ روپے

سنہ ۱۹۸۸ء

سلسلۂ تفہیم الکتاب ذیل کی کتابوں پر مُشتمل ہے:

جلد نمبر ۱- بائبل کا مقصد اور مقام

جلد نمبر ۲- بائبل کا پُرانا عہد نامہ

جلد نمبر ۳- بائبل کا نیا عہد نامہ

جلد نمبر ۴- بائبل کا پیغام

جلد نمبر ۵- بائبل کا اِستعمال

فہرستِ مضامین

پیشِ لفظ

ہماری رُوحانی زندگی اِس لئے عامیانہ ہے کیونکہ ہمارا مسیح کے بارے میں تصوّر عامیانہ ہے۔ چونکہ ہم مسیح کے بارے میں گھٹیا اور معمُولی نظریات رکھتے ہیں اِس لئے ہم رُوحانی طَور پر مُفلِس ہیں۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ آج کل کلیسیا یسوعؔ مسیح کی عظمت کو نہیں سمجھتی۔ وُہ نہیں جانتی کہ اِس کا کیا مطلب ہے کہ وُہ کائنات کا خُداوند اور کلیسیا کا خُداوند ہے، جس کے سامنے ہمارا مقام یہ ہے کہ اپنے مُنہ کے بَل خاک میں گرے رہیں۔ اَور نہ ہمیں اُس کی فتح کا ایسا اندازہ ہے جَیسے کہ نئے عہدنامہ میں اُسے بیان کیا گیا ہے کہ سب چیزیں اُس کے پاؤں کے نیچے کردی گئی ہیں، لہٰذا اگر ہم مسیح سے پیوستہ ہو گئے تو پھر سب چیزیں ہمارے بھی پاؤں کے نیچے ہیں۔

اَیسا لگتا ہے کہ آجکل ہماری سب سے بڑی ضرُورت یسوعؔ مسیح کی وسیع رُویا ہے۔ ہمیں اُسے اَیسے دیکھنا ہے کہ اُس میں خُدا کی ساری معمُوری سکُونت کرتی ہے اَور اُسی میں ہم زِندگی کی معمُوری پاتے ہیں (کلسّیوں ۱:۱۹؛ ۲:۹–۱۰)۔

صِرف ایک ہی راستہ ہے جس کے ذریعہ ہم یسوعؔ مسیح کا صاف، درُست اَور اعلیٰ تصوّر حاصل کر سکتے ہیں اَور وُہ ہے بائبل مُقدّس۔ بائبل میں ہم خُداوند یسوعؔ مسیح کی خوبصُورت تصوِیر دیکھتے ہیں۔

اُس کو اُس کی پُوری معمُوری میں دیکھنے کے لئے ضرُوری ہے کہ ہم اُسے اُسی طرح دیکھیں جسطرح کہ خُدا اُسے پیش کرتا ہے۔ اُس نے یسوعؔ مسیح کو ایک خاص جُغرافیائی، تاریخی اَور دینیاتی سیاق وسباق میں دُنیا کو دِیا۔ بالفاظِ دیگر اُس نے اُسے ایک خاص جگہ (فلسطین)، ایک خاص وقت (صدیوں کی یہُودی تاریخ کی معراج) اَور اِنسان پر اپنے بتدریج مکاشفہ کے ایک خاص مرحلے پر بھیجا۔ پس اِس سلسلہ کی پانچ کُتُب کا تعلق بائبل کے جُغرافیہ، تاریخ، دینیات، اِختیار اَور استعمال سے ہے۔

اِن کا مقصد یہ ہے کہ اُس پس منظر کو پیش کیا جائے جس میں خُدا نے مسیح کو بنی نوع انسان کے پاس بھیجا تاکہ قاری اُس پس منظر سے آگاہ ہو کر اِس سے زیادہ

بہتر طور پر رُوشناس ہو جائے اَور یُوں دُوسروں کے سامنے اُس کو اُس کی جلالی معمُوری میں پیش کرنے کے زیادہ قابِل بنے۔

—مُصنّف—

بائبل کا مقصد

ہمارا کِسی کتاب کو مُنتخب کرنے اَور اُسے پڑھنے کے طرِیقے کا اِنحصار زیادہ تر اِس بات پر ہوتا ہے کہ مُصنّف نے اُسے کِس مقصد کے تحت لِکھا ہے۔ کیا وُہ سائِنس یا تارِیخ کی درسی کتاب ہے یا کوئی ناول ہے جو اُس نے محض تفرِیح طبع کے لئے لِکھا؟ یا کیا وُہ کوئی ایسی نثر یا نظم ہے جِس میں اُس نے زِندگی کو مُنعکس کِیا اَور چاہتا ہے کہ اُس کے قارئین بھی اُس پر سوچ بچار کریں؟ کیا وُہ اپنی ہمعصر دُنیا کے لئے کوئی مطلب رکھتی ہے؟ یا وُہ ایک ایسی کتاب ہے جِس میں اُس نے مُتنازع مسائِل پر اپنے نُکتۂ نظر کو بیان کیا ہے؟ مزید براں، کیا مُصنّف اِس کتاب کو لِکھنے کا اہل بھی ہے یا نہیں؟ جب کبھی ہم کِسی کتاب کو پڑھنے کے بارے میں سوچتے ہیں تو عام طور پر اِسی قِسم کے سَوالات ہمارے ذہن میں ہوتے ہیں۔

اکثر کُتب میں یہ معلُومات کہ اِسے کِس نے لِکھا اَور اُس کے لِکھنے کا مقصد کیا تھا، بہم پُہنچائی جاتی ہیں۔ عموماً مُصنّف اپنے اور اپنے مقصد کے بارے میں اپنے دِیباچہ میں خُود ہی کُچھ نہ کُچھ بیان کر دیتا ہے یا پھر ناشرِین کتاب کے پہلے یا دُوسرے صفحہ پر لِکھ دیتے ہیں۔ اکثر لوگ کتاب خریدتے یا پڑھتے وقت اِن باتوں کو جاننے کے لئے پہلے دیباچہ پڑھتے ہیں۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ بائبل کے قارئین عمُوماً اِن باتوں کی تحقیق نہیں کرتے۔ وُہ اُسے اُٹھا کر فوراً ہی پڑھنے لگتے ہیں یا پھر پیدائِش کی کتاب سے شرُوع کرتے ہیں اَور احبار کی کتاب میں اٹک جاتے ہیں۔ یا وُہ اِسے فرض سمجھ کر ہی پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ وُہ ہر روز چند ابواب پڑھنے سے اِسے پانچ سال میں ختم کر لیتے ہیں۔ لیکن اُنہیں اِس کے مُطالعہ سے کُچھ زیادہ فائدہ نہیں پُہنچتا کیونکہ وُہ اِس کے مجمُوعی مقصد کو نہیں سمجھتے۔ یا پھر وُہ اِسے پڑھنا شرُوع ہی نہیں کرتے کیونکہ وُہ نہیں سمجھتے کہ قدیم زمانہ کے اجنبی لوگوں کی داستان اُن کے لئے اِس زمانہ میں کوئی مطلب رکھ سکتی ہے۔

کیا بائبل مُقدّس جو درحقیقت ٦٦ کتابوں کا مجمُوعہ ہے ایک مقصد رکھتی ہے؟

کیا اِسے مُختلِف مُصنّفین نے مُختلِف زمانوں میں اَور مُختلِف نظریات کے تحت تحریر نہیں کیا تھا؟ ہاں اَور نہیں بھی ۔ بلاشُبہ اِس کے اِنسانی مُصنّفین مُتعدد اَور مُختلِف ہیں اَور اِس میں مُختلِف مضامین پائے جاتے ہیں۔ تاہم، ہم مسیحی ایمان رکھتے ہیں کہ اِس کا ایک ہی الٰہی مُصنّف اَور ایک ہی مضمُون ہے۔

وُہ مضمُون کیا ہے؟ اِس کا اعلان بائبل مُقدّس خُود کرتی ہے۔ اُسے مُتعدد مرتبہ اَور مُتعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے لیکن اِسے سب سے زیادہ وضاحت سے پَولُس نے تیمُتھیُس کو خط لکھتے وقت بیان کیا ہے:

”تُو بچپن سے اُن پاک نوِشتوں سے واقِف ہے جو تجھے مسیح یسُوع پر ایمان لانے سے نجات حاصِل کرنے کے لئے دانائی بخش سکتے ہیں۔ ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے الہام سے ہے تعلیم اَور الزام اَور اصلاح اَور راستبازی میں تربیّت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے تاکہ مردِ خُدا کامِل بنے اَور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکُل تیار ہو جائے“ (۲-تیمُتھیُس ۳: ۱۵-۱۷)۔

یہاں رسُول کلامِ پاک کے ماخذ اَور اُس کے مقصد دونوں کو بیان کرتا ہے۔ اِس کا ماخذ ”خُدا کے الہام سے ہے“ اَور اِس کا مقصد: آدمیوں کے لئے ”فائدہ مند“ ہے۔ یہ صِرف اِس لئے آدمیوں کے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ یہ خُدا کے الہام سے ہے۔ مَیں بائبل کے الہامی ہونے کے موضُوع کو کِسی اَور وقت کے لئے اُٹھائے رکھتا ہُوں۔ اِس کتاب میں مَیں صِرف بائبل کے فائدہ مند ہونے کی نوعیّت کا کھوج لگانا چاہتا ہُوں۔ اِس سِلسلے میں مَیں پَولُس رسُول کے اِستعمال کردہ تین الفاظ یعنی نجات، مسیح اَور ایمان کو پرکھنا چاہتا ہُوں۔

نجات کی کتاب

غالباً بائبل کا کوئی لفظ اِتنے غلط اِستعمال اَور اِتنی غلط فہمی کا شِکار نہیں ہُوا جِتنا کہ لفظ ”نجات“۔ اِس غلط فہمی کے ذِمّہ دار کافی حد تک ہم مسیحی ہی ہیں۔ ہم نے دُنیا کے سامنے اِس کی صحیح تشریح نہیں کی۔ نتیجتہً یہ بہُت سے لوگوں کے لئے پریشانی اَور یہاں تک کہ تضحیک کا باعث بنا ہے۔ ضرُورت ہے کہ اِس لفظ کے ساتھ جو غلط معنی چسپاں کئے گئے ہیں اُنہیں دُور کِیا جائے، کیونکہ ”نجات“ ایک عظیم لفظ ہے۔ اِس کا مطلب آزادی اَور نئی زندگی ہے اَور بالآخر تمام کائنات کی نئی پیدائش۔

چنانچہ پَولُس رسُول، تیمُتھیُس کو لکھتا ہے کہ بائبل کا سب سے بڑا مقصد اپنے قارئین کو ”نجات کے لئے“ تعلیم دینا ہے۔ اِس سے فوراً ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ پاک صحیفوں کا مقصد عملی ہے اَور کہ یہ مقصد عقلی ہونے کی بجائے اخلاقی ہے۔ یا ہم یُوں کہہ سکتے ہیں کہ اِس کی عقلی تعلیم (یُونانی لفظ کا مطلب ”حکمت“ ہے) اخلاقی تجربہ (جسے ”نجات“ کہتے ہیں) کے پیشِ نظر دی گئی ہے۔

کلامِ مُقدّس کے مُثبت مقصد کو زیادہ اچھّی طرح سمجھنے کے لئے بہتر ہو گا کہ ہم اُس کا موازنہ منفی پہلُوؤں سے کریں۔

پہلا، بائبل کا مقصد سائنسی نہیں ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بائبل اَور سائنس میں تضاد پایا جاتا ہے کیونکہ اگر اِن دونوں کو اِن کی مُناسب جگہ رکھا جائے تو ایسا نہیں ہے۔ اگر حقیقتاً خُدا اِن دونوں کا بانی ہے تو پھر اِن میں تضاد نہیں ہو سکتا۔ اَور نہ اِس سے یہ مُراد ہے کہ وُہ ایک دُوسرے سے بالکُل الگ ہیں اَور کہ بائبل میں کوئی سائنسی بیان نہیں مِلتا۔ بائبل میں ایسے حقائق مِلتے ہیں جن کی سائنسی طور پر تصدیق کی جا سکتی ہے اَور بعض مُعاملات میں تصدیق کی بھی گئی ہے۔ مثلاً، بائبل میں مُتعدد تاریخی واقعات درج ہیں جیسے کہ نبُوکدنضر شاہِ بابل نے یرُوشلیم کا مُحاصرہ کیا، اُسے فتح کیا اَور مُکمّل طور پر تباہ و برباد کر دیا، اَور کہ یسُوع ناصری اُس زمانہ میں پیدا ہُوا جبکہ اوگُستُس رومہ کا شہنشاہ تھا۔ لیکن مَیں یہاں جس بات پر زور دے رہا ہُوں وُہ یہ ہے کہ اگرچہ بائبل میں سائنس مِلتی ہے تاہم بائبل کا مقصد سائنسی نہیں ہے۔

سائنس (یا کم از کم طبیعی سائنس[1]) ایک ایسا عِلم ہے جو مشاہدہ، تجربہ اَور استقرا[2] سے حاصِل ہوتا ہے۔ لیکن خُدا کا مقصد یہ ہے کہ وُہ اُن حقائق پر سے پردہ اُٹھائے جو اِس طریقے سے معلُوم نہیں ہو سکتے۔ اگر وُہ اُنہیں ظاہر نہ کرتا تو وُہ چھپے ہی رہتے۔ مثلاً، یہ مُمکن ہے کہ سائنس ہمیں اِنسانی جسم کی اِبتداء کے مُتعلق

---

[2] Induction
[1] Natural Science

کچھ بتائے، لیکن صرف بائبل ہی انسان کی فطرت کے متعلق بتاتی ہے کہ خدا نے اُسے اپنی شبیہ پر پیدا کیا لیکن اُس نے خدا کے خلاف بغاوت کی اور گناہ میں گرنے کے باعث گنہگار بن گیا۔

دوسرا، بائبل کا مقصد ادبی نہیں ہے۔ خواہ ایک شخص بائبل پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں، یہ انکار نہیں کر سکتا کہ اُس میں عمدہ ادب پایا جاتا ہے۔ یہ انسانی زندگی اور عاقبت کے عظیم مضامین پر خیال آرائی کرتی ہے اور انہیں بڑی سادگی اور دانائی سے بیان کرتی ہے۔ بعض ممالک میں بائبل کا ترجمہ اتنا عمدہ ہے کہ انہوں نے اُسے اپنی قومی لائبریری کا حصہ بنا لیا ہے۔ لیکن خدا کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ بائبل کو ادبی شاہکار بنائے۔ زباندانی کے لحاظ سے یہ کافی کمزور ہے۔ نیا عہد نامہ "عام یونانی میں" لکھا گیا ہے یعنی اُس بولی میں جو بازاروں اور دفتروں میں بولی جاتی تھی اور اس کا بیشتر حصہ ادبی طرز کا نہیں ہے۔ ہمیں بائبل کے مقصد کو اس کے پیغام میں تلاش کرنا چاہئے۔ نہ کہ اس کے طرزِ بیان اور زبان میں۔

تیسرا، بائبل کا مقصد فلسفیانہ نہیں ہے۔ بلاشبہ پاک صحیفوں میں عظیم حکمت یعنی خدا کی حکمت پائی جاتی ہے۔ لیکن بعض عظیم مضامین جن کو فلاسفر سمجھنے کی کوشش کرتے رہے، انہیں بائبل میں پورے طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ مثلاً دُکھ، مصیبت اور بُرائی کے مسائل ہی کو لیجئے۔ انسانی تجربہ کے طور پر یہ تمام بائبل میں بڑے نمایاں نظر آتے ہیں۔ تقریباً ہر صفحہ پر ہی آدمی گناہ کرتے اور دُکھ اُٹھاتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اور اگرچہ دونوں مسائل پر وہاں تھوڑی بہت روشنی ڈالی گئی ہے اور وہ بھی زیادہ تر صلیب کے ذریعہ، تو بھی ان کا وہاں کوئی حتمی حل پیش نہیں کیا گیا اور نہ ان سے متعلق خدا کی راہوں کو درست ثابت کرنے کی کوشش ہی کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ ایوب کی کتاب میں جو زیادہ تر دُکھ مصیبت کے مسئلہ کو بیان کرتی ہے، آخر میں ایوب خدا کی تدبیر کو سمجھے بغیر اپنے آپ کو خدا کے سامنے پست کر دیتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بائبل مقدس نظریاتی کتاب ہونے کی بجائے زیادہ تر عملی کتاب ہے۔ یہ ان کے ماخذ اور مقصد کی تحقیق کرنے کی بجائے زیادہ تر یہ بتاتی ہے کہ دُکھ کیسے اُٹھائے جاتے اور بُرائی پر کیسے غالب آتے ہیں۔

پس بنیادی طور پر بائبل نہ تو سائنس کی، نہ ادب کی اور نہ فلسفہ کی کتاب ہے بلکہ نجات کی۔ چنانچہ ہمیں لفظ "نجات" کو اُس کے وسیع مطلب کے مطابق لینا چاہئے۔ نجات کا مقصد، گناہوں کی معافی سے کہیں زیادہ ہے۔ اس میں بنی نوع انسان بلکہ تمام کائنات کو مخلصی دینے اور بحال کرنے کا خدا کا پورا مقصد شامل ہے۔ بائبل کے متعلق ہمارا دعویٰ فقط یہ ہے کہ یہ خدا کے اِس کُل انتظام کو ظاہر کرتی ہے۔

بائبل اپنا بیان دُنیا کی پیدائش سے شروع کرتی ہے تاکہ ہمیں یہ علم ہو جائے کہ ہم خدا کی شبیہ و صورت پر مخلوق ہوئے تھے اور کہ اس سبب سے ہم پر جو فرائض عائد ہوتے تھے، ہم نے اُنہیں ردّ کر دیا اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہم کس بلندی سے نیچے گرے ہیں۔ جب تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم اپنی تخلیق کے وقت کیا تھے، اُس وقت تک ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ہم گناہ میں کیا ہیں اور کہ ہم فضل کے وسیلہ سے کیا کچھ ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد بائبل ہمیں یہ بتاتی ہے کہ کس طرح گناہ دُنیا میں داخل ہوا اور گناہ کے نتیجے کی صورت میں موت۔ یہ گناہ کی سنگینی پر زور دیتے ہوئے بتاتی ہے کہ یہ اپنے خالق اور خداوند خدا کے اختیار کے خلاف بغاوت ہے اور اس پر خدا کی عدالت درست ہے۔ کلام پاک میں نافرمانی کے خطرات کے بارے میں کئی مفید نصیحتیں ملتی ہیں۔

لیکن بنیادی زور ہمیشہ ہی اس بات پر رہا ہے کہ خدا انہی باغیوں کو پیار کرتا ہے جو ماسوائے غضبِ الٰہی کے اور کسی بات کے حقدار نہیں۔ بائبل بتلاتی ہے کہ زمانوں کے شروع ہونے سے پہلے ہی خدا کا نجات کا منصوبہ بن چکا تھا۔ اس کی ابتداء اُس کے فضل اور اُس کے آزاد اور غیر مستحق لوگوں کے لئے رحم میں ہوئی۔ اُس نے ابرہام کے ساتھ فضل کا عہد باندھا اور وعدہ کیا کہ وہ اُس کی اولاد کی معرفت تمام قوموں کو برکت دے گا۔ پرانے عہد نامے کا باقی حصہ خدا کے ابرہام کی اولاد یعنی بنی اسرائیل کے ساتھ پُرفضل سلوک کے بارے میں بیانات سے بھرا پڑا ہے۔ اگرچہ بنی اسرائیل نے خدا کے کلام کو جو انہیں شریعت اور انبیاء کے ذریعہ پہنچا، ردّ کر دیا تو بھی وہ کبھی اُن سے دستبردار نہ ہوا۔ یہ عہد انہوں نے ہی توڑا، نہ کہ خدا نے۔ خداوند یسوع مسیح کی آمد

اُس کے اِسی عہد کی تکمیل تھی:

"خُداوند اِسرائیل کے خُدا کی حمد ہو کیونکہ اُس نے اپنی اُمّت پر توجہ کر کے اُسے چھٹکارہ دیا۔ اَور اپنے خادم داؤد کے گھرانے میں ہمارے لئے نجات کا سینگ نِکالا۔ (جیسا اُس نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کہا تھا جو کہ دُنیا کے شرُوع سے ہوتے آئے ہیں)۔ یعنی ہم کو ہمارے دُشمنوں سے اَور سب کینہ رکھنے والوں کے ہاتھ سے نجات بخشی۔ تاکہ ہمارے باپ دادا پر رحم کرے اَور اپنے پاک عہد کو یاد فرمائے۔ یعنی اُس قسم کو جو اُس نے ہمارے باپ ابرہام سے کھائی تھی۔ کہ وُہ ہمیں یہ عنایت کرے گا کہ اپنے دُشمنوں کے ہاتھ سے چھُوٹ کر اُس کے حضُور پاکیزگی اور راستبازی سے عُمر بھر بے خَوف اُس کی عبادت کریں" (لُوقا ۱: ۶۸-۷۵)۔

یہاں زکریاہ کی نبوت میں اپنے دُشمنوں سے "نجات" کو "پاکیزگی اور راستبازی" کی صُورت میں پیش کیا گیا ہے اَور آیت ۷۷ میں بتایا گیا ہے کہ اُن کے گناہوں کی مُعافی ہمارے خُدا کی عَین رحمت سے ہوگی۔

پس نیا عہد نامہ اِس نجات کے نتائج یعنی "مُعافی" اَور "پاکیزگی" پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ رسُول اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ مُعافی صِرف خُداوند یسُوع مسیح کی کفّارہ بخش مَوت اور نئی زندگی کے لئے نئی پیدائش صِرف مسیح کے رُوح کے وسیلے ہی مُمکن ہے۔

پھر خطُوط اخلاقی تعلیم سے بھرے ہوئے ہیں۔ کلام نہ صِرف سچّائی کی تعلیم دینے اور غلط تعلیم کی تردید کرنے کے لئے فائدہ مند ہے بلکہ جیسا کہ ۲-تیمتھیس ۳: ۱۶ میں لکھا ہے نیک زندگی بسر کرنے کے لئے بھی۔ نیز یہ اِس بات کی بھی منظر کشی کرتا ہے کہ مسیح کی کلیسیا نجات یافتہ لوگوں کی جماعت ہے جنہیں خودُ انکاری کی خِدمت اَور اِس دُنیا میں گواہی دینے کے لئے بلایا گیا ہے۔

پھر نیا عہد نامہ اِس بات پر بھی اِصرار کرتا ہے کہ اگرچہ خُدا کے لوگ نجات پا چکے ہیں، تاہم ایک لحاظ سے اِن کی نجات ہنوز مُستقبل میں ہے۔ ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ ایک دِن ہمارے بدن مخلصی پائیں گے۔ "چنانچہ ہمیں اُمید کے وسیلہ سے نجات مِلی" (رومیوں ۸: ۲۴)۔ اَور اِس آخری مخلصی میں کسی نہ کسی لحاظ سے تمام

کائنات بھی شامل ہوگی۔ اگر ہمیں نئے جسم مِلیں گے تو زمین اَور آسمان بھی نئے ہوں گے جہاں صِرف راستبازی راج کرے گی۔ صِرف اُس وقت ہی نہ تو ہماری فطرت میں اَور نہ سماج میں گُناہ ہوگا۔ تب خُدا کی نجات مکمّل ہوگی۔ خُدا کے فرزندوں کا جلالی استحقاق یہ ہوگا کہ وُہ آزادی سے خِدمت کریں گے۔ اُس وقت ہر ایک کے لئے خُدا ہی سب کُچھ ہوگا (دیکھیے رومیوں ۸: ۲۱؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۸)۔

یہ ہے وُہ مُکمّل نجات جسے پاک صحیفوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس نجات کا تصوّر ازل سے موجُود تھا۔ اِسے زمان و مکان میں ظاہر کیا گیا اور تاریخی لحاظ سے انسانی تجرُبہ میں انجام دیا گیا۔ بالآخر یہ مُستقبل کی ابدیت میں پایۂ تکمیل کو پہُنچے گی۔ بائبل مُقدّس یقیناً ایک لاثانی کتاب ہے، کیونکہ اُس نے ہمیں "اِتنی بڑی نجات" کی تعلیم دی ہے (دیکھئے عبرانیوں ۲: ۳)۔

توریت میں مسیح

جس نجات کی بائبل تعلیم دیتی ہے وُہ ہمیں خُداوند یسُوع مسیح پر ایمان لانے سے مِلتی ہے۔ پس چونکہ پاک کلام کا تعلق نجات سے اَور نجات یسُوع مسیح کے وسیلے سے ہے اِس لئے پاک کلام مسیح کے ذِکر سے بھرا ہُوا ہے۔

خُداوند یسُوع مسیح نے خوُد بائبل کو اِس روشنی میں دیکھا۔ اُس نے کہا کہ کتابِ مُقدّس "میری گواہی دیتی ہے" (یوحنّا ۵: ۳۹)۔ پھر اپنے جی اُٹھنے کے بعد جب وُہ دو شاگردوں کے ساتھ یروشلیم سے اماؤس کو جا رہا تھا تو اُس نے پاک نوشتوں سے ناواقفیت اَور اُن کی بے اعتقادی پر اُنہیں جھِڑکا۔ لُوقا اِس کہانی کو بیان کرتے ہُوئے کہتا ہے:

"پھر مُوسیٰ سے اَور سب نبیوں سے شرُوع کر کے سب نوشتوں میں جِتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہُوئی ہیں وُہ اُنکو سمجھا دیں" (لُوقا ۲۴: ۲۷)۔

پھر چند دِنوں بعد جی اُٹھے خُداوند نے اپنے شاگردوں کے ایک بڑے گرُوپ سے کہا:

"یہ میری وُہ باتیں ہیں جو مَیں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تُمہارے

ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں مُوسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبُور میں میری بابت لکھی ہیں پُوری ہوں" (لُوقا ۲۴: ۴۴)۔

پس مسیح کا کہنا یہ تھا کہ پاک نوشتے اُس کی نہ صرف سرسری گواہی دیتے ہیں بلکہ پُرانے عہد نامے کے تینوں حصّوں یعنی مُوسیٰ کی توریت، انبیاء کے صحیفوں اور زبُور ("یا نوشتوں") میں اُس کے بارے میں باتیں پائی جاتی ہیں اور ضرور ہے کہ وُہ سب پُوری ہوں۔

خُداوند یسوع مسیح کے مُطابق پرانے عہد نامہ اور نئے عہد نامہ میں جو تعلق پایا جاتا ہے وُہ وعدے اور اُس کی تکمیل کا ہے۔ مسیح نے اپنی عام خدمت کو شروع کرتے وقت جو سب سے پہلا لفظ کہا (مرقس کی انجیل کے یُونانی متن کے مُطابق) وہ "پُورا ہُوا" تھا:

"وقت پُورا ہوگیا ہے اور خُدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ" (مرقس ۱: ۱۵)۔

یسوع مسیح کو پُختہ یقین تھا کہ اُمید کی طویل صدیاں اب ختم ہو چکی ہیں اور کہ وُہ خود اِس اُمید کی تکمیل ہے۔ بدیں وجہ وُہ اپنے شاگردوں سے کہتا ہے:

"مُبارک ہیں تمہاری آنکھیں اِسلئے کہ وُہ دیکھتی ہیں اور تمہارے کان اِسلئے کہ وُہ سُنتے ہیں۔ کیونکہ میَں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ بُہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزُو تھی کہ جو کچُھ تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھا اور جو باتیں تم سُنتے ہو سُنیں مگر نہ سُنیں" (متّی ۱۳: ۱۶-۱۷)۔

اِس دعویٰ کی روشنی میں ہم سب سے پہلے پُرانے عہد نامے کے تینوں حصّوں اور پھر نئے عہد نامہ کو پرکھیں گے اور یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح خُداوند یسوع ہی پاک نوشتوں کو ملانے والا (وعدوں اور اُن کی تکمیل کے لحاظ سے) مَوضُوع اور مضمُون ہے۔

"شریعت" سے مُراد توریت یعنی پُرانے عہد نامہ کی پہلی پانچ کتابیں تھیں۔ کیا ہم اِن میں مسیح کو دیکھ سکتے ہیں؟ بلاشُبہ ہاں۔

اِن میں خُداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے خُدا کی نجات کے بارے میں پیشنگوئیاں پائی جاتی ہیں جو باقی تمام بائبل کو بُنیاد مہیّا کرتی ہے۔ سب سے پہلے خُدا نے وعدہ کیا کہ عورت کی نسل سانپ کا سر کچُلے گی اور پھر کہ وُہ ابرہام کی اولاد کے وسیلہ سے تمام قوموں کو برکت دیگا۔ اِس کے بعد اُس نے وعدہ کیا کہ "یہوداہ سے سلطنت نہیں چھُوٹے گی اور

نہ اُس کی نسل سے حکُومت کا عصا موقُوف ہوگا جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اُسکی مطیع ہوں گی" (پیدائش ۳: ۱۵؛ ۱۲: ۳؛ ۴۹: ۱۰)۔ یُوں پہلی ہی کتاب میں ظاہر کر دیا گیا کہ المسیح اِنسان ہوگا (عورت کی نسل سے)، اور یہُودی ہوگا (ابراہیم کی نسل اور یہوداہ کے قبیلہ سے) اور کہ وُہ شیطان کو کچُلے گا، دُنیا کو برکت دیگا اور بطور بادشاہ ہمیشہ کے لئے حکُومت کرے گا۔

توریت میں مسیح کے بارے میں ایک اور پیشینگوئی ہے جو اُسے کامل نبی ظاہر کرتی ہے۔ مُوسیٰ نے لوگوں سے کہا:

"خُداوند تیرا خُدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا۔ تم اُسکی سُننا . . . اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالُونگا اور جو کچُھ میَں اُسے حکم دُونگا وُہی وُہ اُن سے کہیگا" (اِستثنا ۱۸: ۱۵، ۱۸)۔

توریت میں نہ صرف مسیح کی طرف بلا واسطہ اشارہ کرنے والی پیشنگوئیاں پائی جاتی ہیں بلکہ بالواسطہ تصویریں بھی ملتی ہیں۔ اُن میں المسیح کا نہ صرف عکس ملتا ہے بلکہ پیشنگوئی بھی۔ خُدا کا بنی اسرائیل کو چُننا، اُنہیں نجات دینا، اُن کے ساتھ اپنا عہد باندھنا، قربانی کے وسیلے اُن کے گُناہ مُعاف کرنا اور اُنہیں کنعان کے مُلک پر قبضہ کرنے کے لئے کہنا، یہ سب کچُھ ایک دِن مسیح کے وسیلہ سے باقی تمام قوموں کو بھی دستیاب ہوگا۔ آج کل مسیحی کہہ سکتے ہیں کہ خُدا نے ہمیں مسیح میں چُن لیا ہے اور ہمیں اپنی ملکیت اور اپنے لوگ بنا لیا ہے۔ مسیح نے ہمارے گناہوں کے لئے اپنا خُون بہایا اور ہمارے ساتھ نیا عہد باندھا۔ اُس نے ہمیں مصر کی غلامی سے نہیں بلکہ گُناہ کی غلامی سے رہائی دِلائی۔ وُہ ہمارا سردار کاہن ہے جس نے صلیب پر گناہوں کی قربانی کے طور پر اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ کہانت اور قربانی دونوں مسیح میں تکمیل پاتے ہیں۔ مزید براں، ہم اُس کی قیامت کے وسیلے زندہ اُمید کے لئے نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں "تاکہ ایک غیر فانی اور بے داغ اور لازوال میراث کو حاصل کریں" (۱-پطرس ۱: ۴)۔ چُناؤ، کفّارہ، عہد، مخلصی، قربانی، میراث، یہ تمام الفاظ مسیح میں ہماری نجات کے مُختلف پہلو بیان کرتے ہیں۔ یہی الفاظ پُرانے عہد نامے میں بنی اِسرائیل کے بارے میں خُدا کے فضل کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہونے لگے ہیں۔

تاہم ایک تیسرا طریقہ بھی ہے جس سے شریعت مسیح کی گواہی دیتی ہے ۔ اِسے پَولُس رسُول نے گلتیوں کے خط میں بیان کیا ہے :

"ایمان کے آنے سے پیشتر شریعت کی ماتحتی میں ہماری نگہبانی ہوتی تھی اور اُس ایمان کے آنے تک جو ظاہر ہونے والا تھا ہم اُسی کے پابند رہے ۔ پس شریعت مسیح تک پُہنچانے کو ہمارا اُستاد بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہریں" (گلتیوں ۳: ۲۳ - ۲۴) ۔

پَولُس رسُول جو یُونانی الفاظ اِستعمال کرتا ہے اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت ہمیں ایک فوجی دستے کی طرح گھیرے ہُوئے تھی ("نگہبانی")، وُہ ہمیں داروغۂ جیل کی طرح بند کئے ہُوئے تھی ("پابند") اور وُہ ایک اُستاد کی مانند تھی جو بچّوں کو نظم وضبط کا پابند بناتا ہے ("اُستاد") ۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اخلاقی شریعت ہمیں مجرم تو ٹھہراتی ہے لیکن اُس کا کوئی علاج مُہیا نہیں کرتی ۔ یُوں یہ مسیح کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ اِس کے مجرم ٹھہرانے کی وجہ سے ہی مسیح کی آمد ضرُوری ٹھہری ۔ اِس نے ہمیں اُس وقت تک اپنی غُلامی میں رکھا جب تک مسیح نہ آیا ۔ وُہی ہمیں اُس سے آزاد کر سکا ۔ شریعت ہمیں مجرم ٹھہراتی ہے لیکن مسیح پر ایمان لانے کے وسیلے ہم راستباز ٹھہرتے ہیں ۔

صحائفِ انبیاء میں مسیح

اب جبکہ ہم توریت کے بعد صحائفِ انبیاء پر غور کرنے لگے ہیں تو ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شرُوع شرُوع میں پُرانے عہدنامے کے صحائفِ انبیاء میں انبیائے اکبر اور انبیائے اصغر کے عِلاوہ تواریخی کتُب (یشوُع ، قضُاۃ ، ۱ - اور ۲ - سموئیل ، ۱ - اور ۲ - سلاطِین) بھی بطورِ "قدیم انبیاء" شامل تھیں ۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ وُہ تاریخ کو خُدا کے نکتہ نظر سے بیان کر رہی ہیں ۔

بائبل کے اکثر قارئین کو اِسرائیل کی تاریخ بڑی اُکتا دینے والی نظر آتی ہے ۔ اُنہیں یہ سمجھ نہیں لگتی کہ کِس طرح اُن کے نافرمان بادشاہوں کا مسیح کے ساتھ تعلق ہو سکتا ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ جب مسیح نے کہا کہ "وقت پُورا ہو گیا ہے" تو اِس کے ساتھ ہی خُدا کی بادشاہی

نزدیک آ پُہنچی تھی ۔ کلیدی لفظ "بادشاہی" ہے ۔ اِسرائیل کا آغاز ایک ایسی قوم کی صُورت میں ہُوا جِس پر خُدا براہِ راست حکوُمت کرتا تھا ۔ یہاں تک کہ جب اُنہوں نے دُوسری قوموں کی مانِند اپنے لئے بادشاہ مانگ کر خُدا کی حکوُمت کو ردّ کر دیا اور خُدا نے اُن کی اِس درخواست کو قبُول کر لیا تو اُس وقت بھی وُہ جانتے تھے کہ بالآخر خُدا ہی اُن کا بادشاہ ہے کیونکہ وُہ اب بھی اُسی کی اُمّت تھے ۔ بادشاہ اُن پر خُدا کے نائب کے طور پر حکوُمت کرتے تھے ۔

تاہم اِسرائیل کی شمالی سلطنت اور جنُوب کی یہوداہ کی سلطنت کے بادشاہوں کی حکوُمت میں بے حد کمزوریاں پائی جاتی تھیں ۔ بعض اوقات بیرُونی حملہ آوروں اور بعض اوقات اندرُونی بے انصافیوں اور تشدّد کے باعث بادشاہت دُھندلا گئی تھی ۔ پھر دونوں بادشاہتیں تمام انسانی اِداروں کی طرح ناپائیدار بھی تھیں ۔ بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھتے ، تھوڑا عرصہ حکوُمت کرتے اور پھر مَر جاتے ۔ بعض اوقات حملہ آور فوجیں اُن کے بیشتر عِلاقے اُن سے چھین لیتیں ۔ بالآخر دونوں قوموں کے دارالحکوُمتوں پر دُشمن نے قبضہ کر لیا اور اُنہیں ذِلّت آمیز جلاوطنی کا سامنا کرنا پڑا ۔ چُنانچہ خُدا نے اُن کے غیر تسلی بخش انسانی حکوُمت کے تجربہ کو اُن کی المسیح کی آئندہ حکوُمت کی کاملیت کے بارے میں سمجھ کو صاف کرنے اور اُن کو اُس کا آرزُومند بنانے کے لئے اِستعمال کیا ۔

خُدا نے پہلے ہی داؤد بادشاہ کے ساتھ اُس کے لئے گھر بنانے اور اُس کی اَولاد کے وسیلے اُس کا تخت ہمیشہ کے لئے قائم کرنے کا عہد باندھا تھا (دیکھئے ۲ - سموئیل ۷ : ۸ - ۱۷) ۔ اور اَب انبیاء نے یہ بتانا شرُوع کر دیا کہ یہ "اِبنِ داؤد" کِس قِسم کا بادشاہ ہوگا ۔ وُہ اِس بات کو بڑی اچھی طرح جانتے تھے کہ اُس کی بادشاہت میں اِسرائیل اور یہوداہ اور یہاں تک کہ داؤد بادشاہ کی حکوُمت کی کمزوریاں نہیں ہوں گی ۔ یہ بادشاہتیں اِس آنے والی بادشاہت کا دُھندلا سا عکس ہی تھیں ۔ اِس بادشاہت میں ظلُم وتشدّد کی جگہ اِنصاف اور جنگ وجدل کی جگہ اَمن ہوگا ۔ اُس کی نہ تو کوئی حد ہوگی اور نہ عرصہ ۔ یہ حکوُمت سمندر سے سمندر اور یہاں تک کہ دُنیا کی اِنتہا تک وسیع ہوگی اور اَبد تک قائم رہے گی ۔ المسیح کی بادشاہت کی یہ چار خصُوصیات یعنی اَمن ، اِنصاف عالمگیری اور ابدیت کو یسعیاہ نبی نے اپنی مشہُور پیشینگوئیوں میں بیان کیا ہے :

"اِسلئے ہمارے لئے ایک لڑکا تولّد ہُوا اور ہم کو ایک بیٹا

بخشا گیا اور سلطنت اُسکے کندھے پر ہوگی اور اُس کا نام عجیب مُشیر، خُدائے قادر، ابدیت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔ اُسکی سلطنت کے اِقبال اور سلامتی کی کچُھ انتہا نہ ہوگی۔ وُہ داؤد کے تخت اور اُسکی مملکت پر آج سے ابدتک حُکمران رہیگا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشیگا۔ ربّ الافواج کی غیُوری یہ کریگی"

(یسعیاہ ۹: ۶-۷)۔

اگر انبیاء نے المسیح کے جاہ وجلال کے مُتعلق بتایا تو اِس کے ساتھ اُنہوں نے اُس کے دُکھوں کے مُتعلق بھی بتایا۔ اِس قسم کی سب سے زیادہ جانی پہچانی پیشینگوئی جِسے ہمارے خُداوند نے خوُد اپنی خِدمت کے بارے میں قبُول کیا وُہ یسعیاہ باب ۵۳ میں دُکھ اُٹھانے والے خادم کی ہے۔ "وُہ آدمیوں میں حقیر و مردُود۔ مَردِ غمناک اور رنج کا آشنا ہوگا۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ وُہ اپنے لوگوں کے گُناہ اُٹھائے گا:

"وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعِث کُچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہُوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم شِفا پائیں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانِند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خُداوند نے ہم سب کی بدکِرداری اُس پر لادی" (یسعیاہ ۵۳: ۵-۶)۔

"نوشتوں" میں مسیح

پُرانے عہدنامے کے تیسرے حِصّے کا نام "نوشتے" ہے۔ اِسے بعض اَوقات زبُور یا مزامیر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اِس حِصّے کی سب سے بڑی کِتاب زبُور کی کتاب ہے۔ یہ حِصّہ ذیل کی کتابوں پر مُشتمل ہے: زبور، امثال، ایوب، غزل الغزلات، رُوت، نوحہ، واعظ، آستر، دانی ایل، عزرا، نحمیاہ اور پہلی اور دُوسری تواریخ۔ نئے عہدنامہ میں مُتعدد زبُوروں کا اطلاق خُداوند یسوعؔ مسیح پر کیا گیا ہے۔ یہ وُہ زبُور ہیں جو اُس کی اُلوہیت، اِنسانیت، دُکھوں اور سرفرازی کا حوالہ دیتے ہیں۔ یُوں خُدا باپ نے

زبُور ۲: ۷ کے یہ الفاظ کہ "تُو میرا بیٹا ہے۔ آج تُو مجُھ سے پیدا ہُوا" جُزوی طور پر اپنے بیٹے یسوعؔ مسیح کے بپتسمہ اور صُورت بدلنے کے موقع پر براہِ راست استعمال کئے۔ زبُور ۸ میں انسان کے بارے میں اِس اِشارہ کا اِطلاق کہ "تُونے اُسے خداؔ[1] سے کچُھ ہی کمتر بنایا ہے اور جلال اور شوکت سے اُسے تاجدار کرتا ہے" عبرانیوں کے نام خط کا مُصنّف مسیح پر کرتا ہے۔ پھر مسیح صلیب پر زبُور ۲۲: ۱ کو کہ "اے میرے خُدا! اے میرے خُدا! تُو نے مُجھے کیوں چھوڑ دیا؟" دُہراتا ہے اور اِس سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جِس خُدا کے چھوڑے ہُوئے شخص کا اظہار زبُور نویس کرتا ہے اس کا تجرُبہ خوُد اُس نے کیا اور اُسے پُورا کیا۔ وُہ زبُور ۱۱۰: ۱ میں داؤد کے اِس فرمان کو کہ "یہوواہ نے میرے خُداوند سے کہا تُو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ مَیں تیرے دُشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ کر دُوں" پیش کرتا ہے اور اپنے مُعترضین سے پُوچھتا ہے کہ اُن کے خیال میں کیا المسیح بیک وقت داؤد کا خُداوند اور اُس کا بیٹا ہوسکتا ہے؟

"نوشتوں" کے حِصّے میں پُرانے عہدنامے کی وُہ کُتب بھی شامل ہیں جنہیں اکثر "حِکمت کی کُتب" بھی کہا جاتا ہے۔ ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ اِسرائیلی بادشاہت کے آخری زمانہ میں انبیاء اور کاہنوں کے ساتھ ساتھ "حکماء" کی جماعت بھی پیدا ہوگئی تھی۔ وُہ جانتے تھے کہ خُدا کا خَوف اور بُرائی سے بچنا دانائی کا شرُوع ہے۔ اکثر وُہ حِکمت کو بڑے شاندار الفاظ سے یاد کرتے۔ وُہ اُسے سونا، چاندی اور قیمتی پتّھروں سے تشبیہ دیتے، یہاں تک کہ بعض اَوقات وُہ حِکمت کو خُدا کی تخلیق کا عامِل بھی بیان کرتے:

"جب اُس نے آسمان کو قائم کیا مَیں وہیں تھی۔
جب اُس نے سمندر کی سطح پر دائِرہ کھینچا۔
جب اُس نے اُوپر افلاک کو اُستوار کیا
اور گہراؤ کے سوتے مضبُوط ہو گئے۔
جب اُس نے سمنُدر کی حد ٹھہرائی

---

[1] بعض قدیم نسُخوں میں خُدا کی جگہ "فرشتے" ہے۔ نیز رومن کاتھولک اُردو بائیبل میں بھی "فرشتوں" ہی ہے۔

تاکہ پانی اُس کے حُکم کو نہ توڑے -
جب اُس نے زمین کی بُنیاد کے نشان لگائے
اُس وقت ماہر کاریگر کی مانند مَیں اُس کے پاس تھی
اَور مَیں ہر روز اُسکی خوشنودی تھی -
اَور ہمیشہ اُس کے حضُور شادمان رہتی تھی -
آبادی کے لائق زمین سے شادمان تھی
اَور میری خوشنودی بنی آدم کی صُحبت میں تھی "-
(امثال ۸ : ۲۷-۳۱) -

مسیحیوں کو یہ پہچاننے میں کوئی دِقّت محسُوس نہیں ہوتی کہ خُدا کی یہ حکمت لاثانی طور پر یسوعؔ مسیح سے پیوست ہے جو کہ "خُدا کا کلام" ہے اَور جو ابتداء سے خُدا کے ساتھ تھا اَور جس کے وسیلہ سے تمام چیزیں پیدا ہُوئیں (دیکھئے یوحنّا ۱ : ۱-۳ ؛ کلسّیوں ۲ : ۳) -

پُرانے عہد نامے کی المسیح کی اُمید کو توریت ، صحائفِ انبیاء اَور "نوشتوں" میں مُختلِف طریقوں سے بیان کِیا گیا ہے - مسیح نے اِسے جامع الفاظ میں خود یُوں بیان کِیا ہے : "کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخِل ہونا ضرُور نہ تھا ؟" (لُوقا ۲۴ : ۲۶) - پطرسؔ رسُول نے اِن الفاظ کا حوالہ دیتے ہُوئے کہا کہ انبیاء پُورے طور پر یہ نہ سمجھ سکے تھے کہ "مسیح کا رُوح جو اُن میں تھا اَور پیشتر سے مسیح کے دُکھوں کی اَور اُن کے بعد کے جلال کی گواہی دیتا تھا وُہ کون سے اَور کیسے وقت کی طرف اِشارہ کرتا تھا" (۱- پطرس ۱ : ۱۱) - تاہم نبُوّت کے یہ دو پہلو اُس میں ہمیشہ سے موجُود تھے یعنی بطور کاہن وُہ گناہوں کی قُربانی کے لئے خُود کو پیش کرے گا اَور بطور بادشاہ وُہ جاہ و جلال میں حکومت کرے گا جس کا آخر نہ ہوگا -

عہدِ عتیق کی المسیح کے بارے میں گواہی کو ہم اِسطرح بھی بیان کر سکتے ہیں کہ یہ اُسے مُوسیٰؔ سے بڑا نبی ، ہارُونؔ سے بڑا کاہن اَور داؤدؔ سے بڑا بادشاہ بناتی ہے - اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ وُہ لوگوں پر پُورے طور پر خُدا کو ظاہر کرے گا ، آدمیوں کا خُدا سے میل ملاپ کرائے گا اَور خُدا کی خاطر ابد تک آدمیوں پر حکومت کرے گا - عہدِ عتیق کی

نبوّت ، کہانت اَور بادشاہت کے الٰہی معیار کی آخری تکمیل مسیح میں ہی ہوگی -

نئے عہد نامہ میں مسیح

پُرانے عہد نامہ میں مسیح کو دریافت کرنے کا خیال پہلے پہل عجیب سا نظر آتا ہے لیکن نئے عہد نامہ میں ہمیں اِس قسم کی کِسی مُشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا - چاروں انجیلیں اپنے اپنے نکتۂ نظر کے مُطابق مسیح کی پیدائش ، زِندگی ، موت اَور قیامت کو بیان کرتی اَور اُس کے کاموں اَور تعلیم کے نمُونے پیش کرتی ہیں

"رسُولوں کی یادداشتیں" جیسا کہ ابتدائی کلیسیا اُنہیں کہا کرتی تھی ، براہِ راست "انجیل" کہلانے لگیں کیونکہ ہر ایک انجیل نویس اپنے بیان کو مسیح اَور اُس کی نجات کے بارے میں خوشخبری کی صُورت میں پیش کرتا ہے - وُہ اُسے ایسے پیش نہیں کرتے جیسے کہ سوانح نگار کِسی کی سوانحِ حیات لِکھتا ہے - اِس کی وجہ یہ ہے کہ وُہ بُنیادی طور پر "گواہ" ہیں - وُہ اپنے قارئین کی توجہ اُس شخص کی طرف مبذُول کرا رہے ہیں جس کے بارے میں اُنہیں یقین ہے کہ وُہ کامل خُدا اَور کامل اِنسان ہے جو اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دینے کے لئے دُنیا میں آیا ، اَور جس کے الفاظ ہمیشہ کی زِندگی کے الفاظ ہیں ، جس کے کام اُس کی بادشاہت کے جلال کو ظاہر کرتے ہیں اَور جو گنہگاروں کے عِوض مُوا اَور موت پر غالب آکر زِندہ ہُوا تاکہ سب کا خُداوند ہو -

شاید آپ خیال کرتے ہوں کہ اعمال کی کتاب جو مسیحیت کے ابتدائی دَور کو بیان کرتی ہے ، مسیح کی نسبت کلیسیا کے بارے میں زیادہ بتاتی ہے - لیکن یہ اُس کی نوعیت کے بارے میں سنگین غلطی ہے - لُوقاؔ جو اِس کا مُصنّف ہے ، وُہ اِس سے قطعی مُختلِف خیال رکھتا ہے - وُہ تھیُفلسؔ کو اپنی پہلی تصنیف (لُوقا کی انجیل) سے متعارف کراتے ہُوئے بیان کرتا ہے کہ اِس میں یسوعؔ مسیح نے جو کام کِئے اَور جو تعلیم دی ، وُہ سب پائے جاتے ہیں - اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ اعمال کی کتاب میں یسوعؔ اپنے شاگردوں کے ذریعہ اپنے کام اَور تعلیم کو جاری رکھتا ہے - پس ہم اعمال کی کتاب میں مسیح کو کلام کرتے ہُوئے سُنتے ہیں ، اگرچہ اَب وُہ یہ پطرسؔ اَور پولُسؔ کے عظیم مواعظ کے ذریعہ کر رہا ہے - ہم رسُولوں کے ذریعہ

اُس کے مُعجزات کو بھی دیکھتے ہیں کیونکہ "بُہت سے عجیب کام اور نشان رسُولوں کے ذریعہ ظاہر ہوتے تھے" (اعمال ۲: ۴۳)۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ وُہ نئے ایمانداروں کو کلیسیا میں شامل کرتے ہُوئے وُہی کلیسیا کو تعمیر کر رہا ہے:

"اور جو نجات پاتے تھے اُنکو خُداوند ہر روز اُن میں مِلا دیتا تھا" (اعمال ۲: ۴۷)۔

خطُوط، مسیح کے کامل خُدا اور کامل انسان ہونے کے جلالی اور اُس کے مخلصی بخش کام کے بارے میں نئے عہد نامے کی گواہی کو اور وسیع بناتے ہیں۔ اور وُہ ایماندار کی اور کلیسیا کی مسیح کے ساتھ گہری پیوستگی کو دکھاتے ہیں۔ رسُول یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مسیح ایک ایسا شخص ہے جس میں الوہیّت کی ساری معمُوری سکُونت کرتی ہے اور جس کے وسیلے سے ہم "معمُور ہو گئے" (دیکھئے کلسّیوں ۱: ۱۹؛ ۲: ۹ - ۱۰)۔ خُدا نے "ہم کو مسیح میں آسمانی مقاموں پر ہر طرح کی رُوحانی برکت بخشی" (افسیوں ۱: ۳)۔ پس ہم اُس میں جو ہمیں باطنی طور پر مضبُوط بناتا ہے سب کُچھ کر سکتے ہیں (فلپیّوں ۴: ۱۳)۔ رسُول جس مسیح کو پیش کرتے ہیں وُہ ہماری ہر طرح کی مدد کر سکتا ہے۔ "جو اُسکے وسیلے سے خُدا کے پاس آتے ہیں" خواہ وُہ کتنے ہی گُنہگار کیوں نہ ہوں وُہ اُنہیں ابدی نجات دے سکتا ہے (عبرانیوں ۷: ۲۸)۔

بائبل کا مسیح کے بارے میں انکشاف مکاشفہ کی کتاب میں اپنی معراج کو پہنچتا ہے۔ مکاشفہ کی کتاب کی خصُوصیت یہ ہے کہ وہاں مسیح کی منظر کشی زوردار تصویروں میں کی گئی ہے۔ سب سے پہلے وُہ ایک پُر جلال شخص کی صُورت میں چراغدانوں کے بیچ میں کھڑا نظر آتا ہے۔ یہ چراغدان کلیسیاؤں کی نمائندگی کرتے ہیں جن میں جی اُٹھا مسیح گشت کرتا اور اُن کو دیکھتا بھالتا ہے تاکہ وُہ کہہ سکے کہ "مَیں تیرے کاموں کو جانتا ہُوں" (مکاشفہ ابواب ۱-۳)۔ اِس کے بعد منظر زمین سے آسمان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور مسیح گویا ایک "ذبح کئے ہُوئے برّہ" کی صُورت میں نظر آتا ہے۔ وہاں دُنیا کے بے شمار نجات یافتہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "اُنہوں نے اپنے جامے برّہ کے خُون سے دھو کر سفید کئے ہیں" (مکاشفہ ۵: ۶؛ ۷: ۱۴)۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں کی راستبازی صرف مسیح مصلُوب کی مرہُونِ منّت ہے۔ پھر کتاب کے آخر میں مسیح کو ایک سفید گھوڑے پر شاہی سوار کی صُورت میں دکھایا گیا ہے جو عدالت کرنے کو نکلا ہے اور اُس کا نام اُس کی پوشاک پر لکھا ہُوا ہے: "بادشاہوں کا بادشاہ اور خُداوندوں کا خُداوند" (مکاشفہ ۱۹: ۱۱-۱۶)۔

پھر سب سے آخر میں اُس کا تعارُف آسمانی دُلہا کی صُورت میں کرایا جاتا ہے کیونکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ "برّہ کی شادی آ پہنچی اور اُسکی بیوی نے اپنے آپ کو تیار کر لیا ہے" (مکاشفہ ۱۹: ۷)۔ اُسکی یہ دُلہن جلالی کلیسیا ہے جسے "آسمان پر سے خُدا کے پاس سے اُترتے دیکھا اور وُہ اُس دُلہن کی مانند آراستہ تھا جس نے اپنے شوہر کے لئے سِنگار کیا ہو" (مکاشفہ ۲۱: ۲)۔ اِس کتاب کے تقریباً آخری الفاظ یہ ہیں: "رُوح اور دُلہن کہتی ہیں آ۔۔۔ اے خُداوند یسوعؔ آ" (مکاشفہ ۲۲: ۱۷، ۲۰)۔

بائبل کی مُختلف کتابوں کا متن، طرزِ بیان اور مقصد ایک دُوسرے سے بُہت مُختلف ہے، اور بعض کتابوں میں یسوعؔ مسیح کے بارے میں گواہی بالواسطہ ہے۔ تاہم، جو کُچھ پُرانے اور نئے عہد ناموں سے ہم نے یہاں بتایا ہے وُہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ "یسوعؔ کی گواہی نبوّت کی رُوح ہے" (مکاشفہ ۱۹: ۱۰)۔ اگر ہم مسیح اور اُس کی نجات کو جاننا چاہتے ہیں تو ہمیں ضرُور ہی بائبل سے رجُوع کرنا ہو گا۔ کیونکہ بائبل میں خُدا نے خُود مسیح کی تصویر پیش کی ہے۔ بائبل کے بغیر ہم مسیح کو نہیں جان سکتے، جیسا کہ مُقدّس جیروؔم نے چوتھی صدی عیسوی میں لکھا: "کلامِ مُقدّس کو نہ جاننا مسیح کو نہ جاننا ہے"۔

بعض اوقات بچّوں کے کھیل "خزانے کی تلاش" میں کوئی بچّہ اچانک ہی خزانہ تلاش کر لیتا ہے لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ بچّوں کو اُن اشاروں پر چلنا پڑتا ہے جو خزانہ تک پہنچنے کے لئے دِئے ہوتے ہیں۔ یہی حال بائبل کے مُطالعہ کا ہے۔ بعض آیات براہِ راست ہماری مسیح تک راہنمائی کرتی ہیں جبکہ دیگر اشارۃً۔ لیکن اگر کوئی اِن اشاروں پر چلے تو بالآخر وُہ اُس خزانہ تک پہنچ جائے گا جسے دَولت سے نہیں خریدا جا سکتا۔

ایمان کے وسیلہ سے

پولُس رسُول لکھتا ہے کہ پاک صحیفے ہمیں خُداوند یسوعؔ مسیح پر ایمان کے وسیلے سے نجات کے لئے تربیّت دے سکتے ہیں۔ چونکہ اُن کا (یا اُن کے الٰہی مُصنّف کا) مقصد یہ ہے کہ ہماری نوبت نجات تک پہنچے اور چونکہ نجات مسیح کے وسیلہ سے ہے اِس لئے وُہ ہمیں مسیح کے پاس لے جاتے ہیں۔ لیکن اُن کا مسیح کی طرف اشارہ کرنے

کا مقصد محض یہ نہیں ہے کہ ہم مسیح کے بارے میں جانیں اور نہ یہ کہ ہم اُس کی تعریف کریں بلکہ یہ کہ ہم اُس پر اِیمان لائیں۔ ہمارے تجسُّس کو آسُودہ کرنے کے لئے پاک صحیفے مسیح کی گواہی نہیں دیتے بلکہ ہمارے ایمان کو جگانے کے لئے۔

اِیمان کے بارے میں کافی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اِیمان اندھیرے میں چھلانگ لگانا ہے جہاں دلائِل و بُرہان کو گذر نہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ حقیقی ایمان کبھی بھی غیر معقُول نہیں ہوتا کیونکہ اُس کا ہدف ہمیشہ ہی قابِلِ اعتماد ہوتا ہے۔ جب ہم انسان ایک دُوسرے پر اِعتماد کرتے ہیں تو ہمارے اعتماد کے درُست ہونے کا انحصار اِس بات پر ہوتا ہے کہ دُوسرا شخص کہاں تک قابِلِ اِعتماد ہے۔ بائبل گواہی دیتی ہے کہ مسیح قطعی قابِلِ اعتماد ہے۔ وُہ ہمیں بتاتی ہے کہ وُہ کون ہے اور اُس نے کیا کیا ہے، اور جو شہادتیں وُہ اِس لاثانی شخص اور اُس کے کام کے بارے میں مُہیّا کرتی ہے وُہ بڑی پُر زور ہیں۔ جب ہم اِس مسیح کے بارے میں بائبل کی شہادتوں کو قبُول کرتے ہیں تو خُدا ہمارے دِلوں میں ایمان پیدا کرتا ہے۔ ہم اُسکی گواہی کو قبُول کر لیتے اور ایمان لے آتے ہیں۔ پولس نے جب حسبِ ذیل آیت لکھی تو اُس کا یہی مطلب تھا:

"پس ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے"

(رومیوں ۱۰:۱۷)۔

ہم نے دیکھا کہ بائبل میں اور اُس کے وسیلہ سے خُدا کا مقصد نہایت عملی ہے۔ اُس نے آدمیوں کو نجات دینے کے لئے اِسے اپنا سب سے بڑا ذریعہ مُقرر کیا ہے۔ تمام بائبل، نجات کی خوشخبری ہے اور یہ خوشخبری "ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے ... نجات کے لئے خُدا کی قُدرت ہے" (رومیوں ۱:۱۶)۔ پس وُہ اپنی مُتعدد اُنگلیوں سے مسیح کی طرف اِشارہ کرتی ہے تاکہ اُس کے قارئین مسیح کو دیکھ لیں، اُس پر اِیمان لائیں اور بچ جائیں۔

یوحنّا رسُول اپنی انجیل کے اِختتام پر یہی کچھ لکھتا ہے۔ وُہ لکھتا ہے کہ اُس نے مسیح کے صِرف چند معجزات ہی لکھے ہیں۔ اِن کے علاوہ بھی اُس نے بُہت سے معجزات کئے تھے۔ پھر وُہ کہتا ہے کہ

"یہ اِس لئے لکھے گئے کہ تُم ایمان لاؤ کہ یسوعؔ ہی خُدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ" (یوحنّا ۲۰:۳۱)۔

یُوحنّا رسُول بھی پولُسؔ رسُول کی طرح صحیفوں کے آخری مقصد کو دیکھتا ہے۔ یُوحنّا اُسے "زِندگی" کہتا ہے اور پولُسؔ "نجات" لیکن یہ دونوں ہم معنی اور مُترادِف الفاظ ہیں۔ پھر یہ دونوں رسُول اِس بات پر بھی مُتفق ہیں کہ زِندگی یا نجات مسیح میں ہے اور اِسے حاصِل کرنے کے لئے ضرُوری ہے کہ ہم اُس پر ایمان لائیں۔ ترتیب یعنی صحیفے۔ مسیح۔ ایمان ــ نجات بعینٖہ ایک جیسی ہے۔ صحیفے مسیح کی گواہی دیتے ہیں تاکہ مسیح پر ایمان کو اُبھارا جائے اور ایمانداروں کو زِندگی مِل جائے۔

حاصِل کلام یہ ہے کہ جب بھی ہم بائبل کا مُطالعہ کریں تو مسیح کو ضرُور تلاش کریں۔ ہم اُسے تلاش کرتے رہیں جب تک اُسے دیکھ نہ لیں اور پھر اُس پر ایمان لائیں۔ جب تک ہم مسیح کی بیش بہا دولت کو جسے صحیفوں میں بیان کیا گیا ہے، اِیمان کے وسیلے حاصِل کرتے رہیں گے۔ ہم رُوحانی بلوغت کی طرف بڑھتے رہیں گے اور خُدا کے ایسے لوگ بن جائیں گے جو کامِل ہیں اور "ہر نیک کام کے لئے مُستعِد" رہتے ہیں۔

مزید مُطالعہ کے لئے

"مسیحی علمِ الٰہی کی تعلیم"۔ ناشرین: مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ۔ لاہور۔ ۱۶

بائبل کی سرزمین

خُدا کے ایک قوم کو چُننے کے مقصد کا اظہار ایک خاص دُنیا کے ایک خاص خِطّے اور تاریخ کے ایک خاص عرصہ میں شروع ہُوا۔ لیکن اِس کے مطلب کو اُس وقت تک سمجھنا مُشکل ہے جب تک کہ ہم اِس کے تاریخی اور جُغرافیائی پس منظر کا علم نہیں رکھتے۔

بعض لوگ جو تاریخ یا جُغرافیہ سے دِلچسپی نہیں رکھتے شاید سوال کریں کہ خُدا نے ہمیں سیدھے سادے احکام اور قوانین کیوں نہ دِئے؟ اُس نے کیوں خود کو قدیم تاریخی اور جُغرافیائی سیاق و سباق میں ظاہر کیا؟ یہ سوالات واقعی معقُول ہیں اور ہمیں اِن پر غور و فکر کرنی چاہیئے۔

اِن کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہمارا زندہ خُدا، شخصی خُدا ہے جس نے ہمیں اپنی شبیہ و صُورت پر پیدا کیا، اور وُہ ہمارے ساتھ ایک شخص کی طرح سُلوک کرتا ہے۔ ایک شخص اپنے آپ کو ہم جیسے حقیقی اشخاص پر جو ایک خاص جگہ اور ایک خاص زمانہ میں رہتے تھے ظاہر کرتا ہے۔ میَں یہاں اِس بات کا کہ خُدا نے اپنی سچّائی کو الفاظ میں ظاہر کیا ہے اِنکار نہیں کر رہا بلکہ میَں یہ کہہ رہا ہُوں کہ خُدا کا مکاشفہ بیک وقت "شخصی" اور "لفظی" دونوں ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو سچّائیاں اُس نے ظاہر کی ہیں، وُہ آسمان سے نہ گریں اور نہ وُہ بِکھری ہُوئی شکل میں مِلیں بلکہ زندہ انسانوں نے اپنے تجربات میں اُنہیں معلُوم کیا۔ بالآخر خُدا کا یہ مکاشفہ اُس کے بیٹے کے مُجسّم ہونے میں اپنے معراج کو پُہنچا۔

مزید براں، اگر خُدا ہمارے روزمرّہ کے ایمان و عمل کے لئے اَمر و نہی (کرنے اور نہ کرنے) کی ایک فہرست دے دیتا تو وُہ کبھی بھی اِتنی فائدہ مند نہ ہوتی۔ اور اگر وُہ ایک زمانہ اور نسل کے لئے فائدہ مند بھی ہوتی تو بھی وُہ دُوسری نسل کے لئے بے معنی ٹھہرتی۔ لیکن جیسا کہ یہ اَمر واقعہ ہے کہ خُدا نے اپنے آپ کو شخصی مُعاملات میں ظاہر کیا۔ چونکہ یہ ٹھوس اِنسانی مُعاملات تھے اِس لئے وُہ ہر نسل و زمانہ میں آسانی سے سمجھے جاتے ہیں۔

زرخیز ہلال

خلیج فارس
اُور
دریائے دجلہ
مسوپتامیہ
بابل
دریائے فرات
صحرائے عرب
عصیون جابر
بحیرۂ قلزم
دریائے نیل
مصر

کلامِ پاک میں اِن کا رِیکارڈ ہمیں اِس قابل بنا دیتا ہے کہ ہم خود "دیکھ" سکیں۔

خُدا نے قومِ اسرائیل کے ساتھ اور مُختلف اشخاص کے ساتھ جو سلوک کیا اُس کا ریکارڈ بائبل میں ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ باتیں "ہماری تعلیم کے لئے لکھی گئیں" (رومیوں ۱۵:۴؛ ۱-کرنتھیوں ۱۰:۱۱)۔ اور اِن میں جو ہدایات مِلتی ہیں وُہ ہماری تسلّی اور تنبیہ دونوں کے لئے ہیں۔

"کتابِ مُقدّس کی تسلّی" (رومیوں ۱۵:۴) بے حد وسیع ہے۔ ہمیں بائبل کے عظیم کِرداروں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وُہ بھی ہمارے ہم طبیعت اِنسان تھے (دیکھئے یعقوب ۵:۱۷؛ اعمال ۱۴:۱۵)۔ لیکن اِس کے باوجُود بھی وہ اپنی مُشکلات اور شکوک پر غالِب آتے رہے۔ اُنہوں نے بُتوں کے سامنے سَر جُھکانے سے اِنکار کیا اور وُہ زِندہ خُدا سے بے وفائی کرنے کی بجائے موت قبُول کرنے کے لئے تیار تھے۔ اگرچہ حالات مخالِف تھے تو بھی وُہ خُدا کے وعدوں پر یقین رکھتے تھے اور برگشتگی کے زمانہ میں بھی قائم رہے۔ وُہ لوگوں کو پیار کرتے، اُن کی خِدمت کرتے اور بڑی دلیری سے سچّائی کی گواہی دیتے تھے۔

بائبل مُقدّس میں تنبیہ اور تسلّی دونوں مِلتی ہیں کیونکہ وُہ آدمیوں اور یہاں تک کہ عظیم آدمیوں کی بھی کمزوریوں کی پردہ پوشی نہیں کرتی۔ وُہ صاف بتاتی ہے کہ کِس طرح راستباز نُوح مَے پی کر مدہوش ہوگیا۔ وُہ ایمان کے سُورما ابرہام کے مُتعلق بھی بتاتی ہے کہ کِس طرح ایک مرتبہ وُہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنی بیوی کو غیر لوگوں کے حوالے کرنے کے لئے تیار تھا۔ وُہ مُوسیٰ کے مُتعلق "جو رُوئے زمین کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا" یہ انکشاف کرتی ہے کہ وُہ غُصّہ میں آگیا اور کِس طرح داؤد جو خُدا کی نظر میں مقبول تھا چوری، قتل اور زِنا کا مُرتکب ہُوا۔ کِس طرح ایوب "جو کامِل اور راستباز تھا اور خُدا سے ڈرتا اور بدی سے دُور رہتا تھا" اپنی مُصیبت کے دِنوں میں چِلّا اٹھتا ہے اور اپنی پیدائش کے دِن پر لعنت ملامت کرتا ہے اور کِس طرح بنی اسرائیل نے جنہیں خُدا نے بے حد برکات و مراعات سے نوازا خُدا کے ساتھ عہد کو توڑا۔

بائبل، نئے عہد نامہ کے کِرداروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتی ہے۔ وُہ بھی ہماری طرح گوشت پوست کے اِنسان تھے اور بدیں وجہ وُہ بھی بعض اوقات بے اعتقادی، غلط بیانی اور نافرمانی کا شِکار ہو جاتے تھے۔ "یہ باتیں اُن پر عبرت کے لئے واقع

ہُوئیں اور ہم آخری زمانہ والوں کی نصیحت کے واسطے لکھی گئیں" (۱-کرنتھیوں ۱۰:۱۱)۔

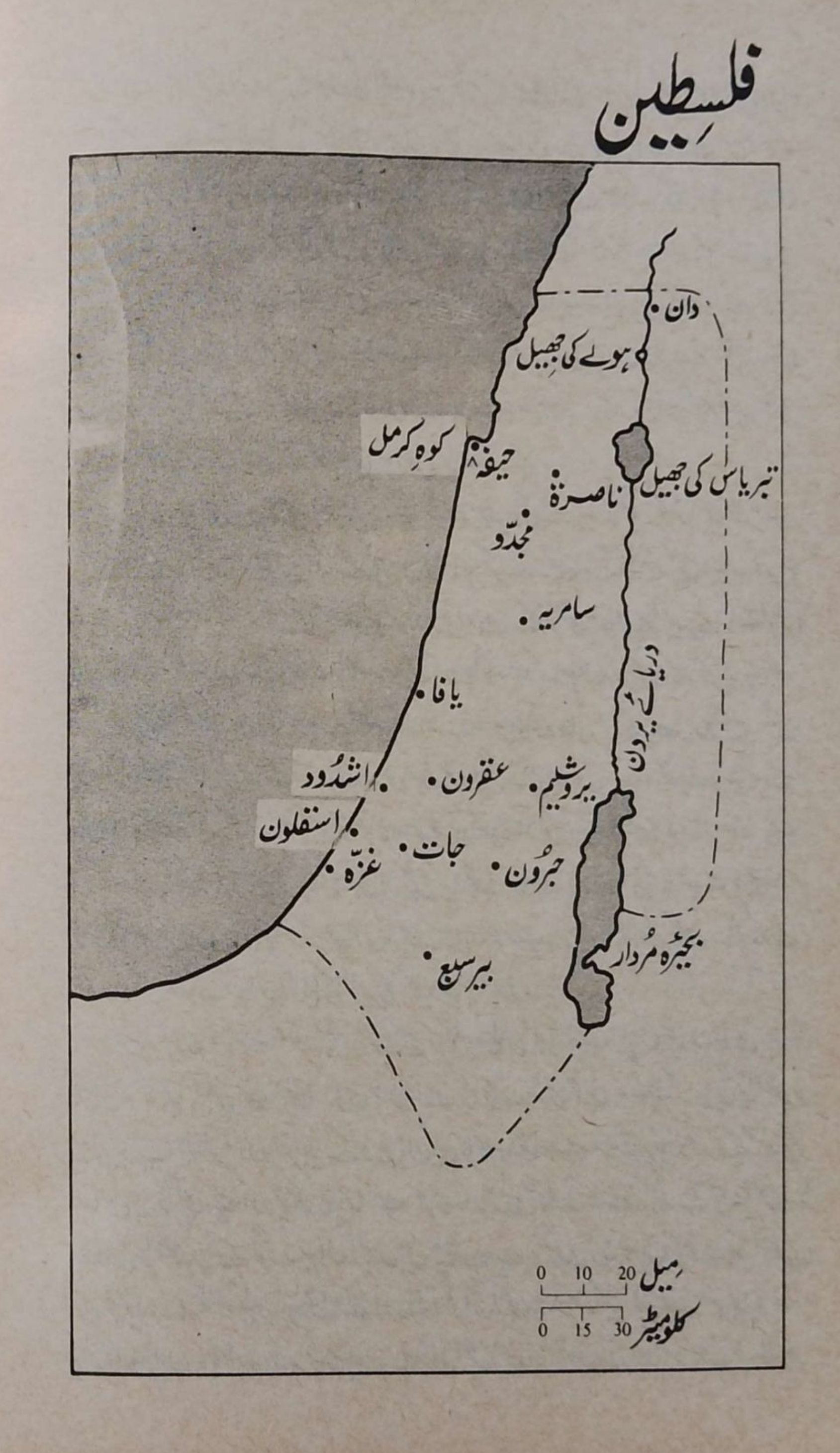
جِس طرح خُدا نے بائبل کے کِرداروں کے ساتھ اُن کے زمان و مکان میں سلوک کیا، اُسی طرح وُہ ہمارے ساتھ ہمارے زمانہ و مقام میں سلوک کرتا ہے۔ پس اگر ہم اپنے ساتھ اُس کے طور طریقوں کو سمجھنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ ہم قدیم بزرگوں اور مُقدّسین کے ساتھ اُس کے طور طریقوں کو سمجھیں۔ اور یہ سمجھنے کے لئے یہ بھی ضرُوری ہے کہ ہم جانیں کہ یہ سب واقعات کب اور کہاں ہُوئے۔ ہمیں اِن کو اپنے تصوّرات میں دیکھنے کے قابل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تاریخ اور جُغرافیہ وُہ میدان ہے جس میں خُدا نے کلام کیا اور عمل کیا۔

زمانۂ وسطیٰ میں مسیحی جُغرافیہ دان بڑی سنجیدگی سے یروشلیم کو زمین کا مرکز سمجھتے تھے۔ اُن کے نقشے اُن کے ایمان کو ظاہر کرتے تھے۔ یروشلیم میں ایک قدیم گرجے "ہولی سپلکر" (جو مسیح کی مصلوبیت اور قیامت کے فرضی مقام پر تعمیر ہُوا) کے فرش میں ایک پتھر نصب ہے جِسکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں زمین کا مرکز ہے۔

جغرافیائی لحاظ سے تو یہ بات قطعی غلط ہے، لیکن رُوحانی لحاظ سے یروشلیم مرکز ہوسکتا ہے۔ مسیحیوں کے نزدیک ارضِ مُقدّس دیگر تمام علاقوں سے مختلف ہے۔ یہ اِس لحاظ سے تاریخ اور جُغرافیہ کا مرکز ہے کہ یہ "مُلکِ موعُود" ہے جس کا وعدہ خُدا نے ابرہام سے تقریباً دو ہزار سال قبل از مسیح کیا تھا۔ یہاں پر ہی دُنیا کا نجات دہندہ زِندگی بسر کرتا رہا اور مُوا اور یہاں پر ہی مسیحی مذہب پروان چڑھا جس نے رُومی حکومت کو مغلوب کیا اور دُنیا کی تاریخ کا دھارا بدل دیا۔

مزید براں، ہم یہ تصوّر نہیں کرسکتے کہ فلسطین کا اِنتخاب جہاں نجات کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا محض اِتفاق تھا۔ اِس خطۂ ارض کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ تین برِاعظموں یعنی یورپ، ایشیا اور افریقہ کے درمیان پُل کا کام دیتا ہے۔ یہ بحیرۂ روم کے مشرقی ساحِل پر واقع ہے اور چونکہ یہاں سے بحری اور برّی تجارتی راستے گذرتے ہیں اِس لئے تینوں برِاعظموں کے لوگ یہاں آپس میں مِلتے رہے۔ نتیجتہً نہ صرف تینوں برِاعظموں کی فوجوں نے فلسطین پر حملے کئے اور وقتاً فوقتاً اُس پر قبضہ کیا (پہلے مصریوں نے، پھر اسوریوں، بابلیوں اور فارسیوں نے اور آخر میں یونانیوں اور رومیوں نے) بلکہ یہ

فلسطین



رُوحانی پیش قدمی کاایک مرکز بھی بن گیا جہاں سے مسیح یسوعؔ کے پیروکار دُنیا کو فتح کرنے کے لئے شمال، جنوُب، مشرق اَور مغرب کی طرف بڑھے۔ خُداوند یسوعؔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے آخری الفاظ یہ کہے تھے کہ تم "یروشلیم اَور تمام یہوُدیہ اَور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے" (اعمال ١:٨)۔ پس خُدا نے یروشلیم کو واقعی "قوموں اور مملکتوں کے درمیان .... رکھا ہے" (حزقی ایل ٥:٥)۔ اگر مسیح کے گواہ زیادہ صفائی سے یہ سِکھاتے کہ مسیحیت مشرقِ وسطیٰ کی پیداوار ہے تو شاید افریقہ اَور ایشیا میں اِسے مغرب یا سفید فام قوموں کا مذہب نہ سمجھا جاتا۔

لفظ "فلسطین" لفظ "فِلستیوں" سے نکلتا ہے جو اس کے ایک جنوُب مغربی چھوٹے سے ٹکڑے پر قابض تھے۔ فلسطین پُرانے عہدنامے کی تاریخ کے میدان کا صِرف ایک حِصّہ ہے۔ وسیع معنوں میں پُرانے عہدنامے کی تاریخ کا میدان وُہ زرخیز ہلال ہے جو ایک نیم دائرہ کی صُورت میں مِصر سے مسوپتامیہ یعنی وادئ نیل سے اُس عِلاقے تک پھیلا ہُوا ہے جسے دریائے دجلہ اَور دریائے فرات سیراب کرتے ہیں اَور جو دشتِ عرب کو احاطہ کِئے ہُوئے ہے۔ خُدا کی اُمّت کی تاریخ کو سمجھنے کے لئے اس پُورے عِلاقے کو اَور زیادہ تر دریائے نیل اَور دریائے دجلہ اَور فرات کے عِلاقوں کو پیشِ نظر رکھنا ضرُوری ہے۔ کیونکہ خُدا نے ابرہام کو اُور سے بُلایا تھا جو جنوُبی عراق میں دریائے فرات سے صِرف ٩ میل کے فاصِلے پر ہے اَور مُوسیٰ کو مِصر سے جہاں وُہ دریائے نیل میں ڈُوبنے سے بمشکل بچا تھا۔ لفظ "مِصر" اَور "بابل" بنی اِسرائیل کو خُدا کے رہائی دِلانے والے کاموں کی یاد دِلاتے ہیں کیونکہ یہی وُہ دو مقام تھے جہاں وُہ غُلام تھے اَور جہاں سے خُدا نے اُنہیں رہائی دِلائی تھی۔

اچھّی سرزمین

جب خُدا نے مُوسیٰ کو بتایا کہ وُہ اُنہیں مِصر سے نِکال کر کنعان لے جائے گا تو اُس نے اُس مُلک کے بارے میں بتایا کہ وُہ ایک اچھّا مُلک ہے جہاں دُودھ اَور شہد بہتا ہے (خروُج ٣:٨)، اَور بعد ازاں یہ کہ "وُہ تمام ممالک کی شوکت ہے"

(حزقی ایل ۲۰: ۶، ۱۵)۔ جب مُوسیٰ نے اُس مُلک کا حال دریافت کرنے کے لئے بارہ جاسُوس بھیجے تو اُنہوں نے بھی اِس کی تصدیق کی۔ یشُوع اور کالب نے کہا:

"وُہ مُلک جس کا حال دریافت کرنے کو ہم اُس میں سے گذرے نہایت اچھا مُلک ہے ... جس میں دُودھ اور شہد بہتا ہے" (گنتی ۱۴: ۶-۸)۔

اُنہوں نے اپنے بیان کی تصدیق اِس طرح کی کہ وُہ حبرون کے شمال میں وادیٔ اِسکال سے انگُور کا ایک بہت بڑا گچھا لائے۔ یہ گچھا اِتنا بڑا اور اِتنا وزنی تھا کہ اُسے دو آدمی ایک لاٹھی میں لٹکا کر لائے۔ اِس کے ساتھ وُہ کچھ انار اور انجیر بھی لائے (دیکھئے گنتی ۱۳: ۲۳)۔

اپنی نافرمانی اور بے اعتقادی کے باعث چالیس سال تک بیابان میں بھٹکنے کے بعد جب بنی اسرائیل اِس اچھے مُلک میں داخل ہونے والے تھے تو مُوسیٰ نے اُنہیں خُدا کے احکام کی پیروی کرنے کی تلقین کی اور کہا:

"خُداوند تیرا خُدا تجھ کو ایک اچھے مُلک میں لئے جاتا ہے۔ وہ پانی کی ندیوں اور ایسے چشموں اور سوتوں کا مُلک ہے جو وادیوں اور پہاڑوں سے پھُوٹ کر نکلتے ہیں۔ وُہ ایسا مُلک ہے جہاں گیہوں اور جَو اور انگُور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وُہ ایسا مُلک ہے جہاں روغن دار زیتُون اور شہد بھی ہے۔ اُس مُلک میں تجھ کو روٹی بافراط ملیگی اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی کیونکہ اُس مُلک کے پتھر بھی لوہا ہیں اور وہاں کے پہاڑوں سے تُو تانبا کھود کر نکال سکے گا۔ اور تُو کھائیگا اور سیر ہوگا اور اُس اچھے مُلک کے لئے جسے خُداوند تیرا خُدا تجھ کو دیتا ہے اُسکا شکر بجالائے گا" (استثنا ۸: ۷-۱۰)۔

اگرچہ فلسطین کے کسانوں کو اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے سخت محنت کرنی پڑتی ہے، تاہم یہ آیتیں اِس مُلک کی زرخیزی اور پیداوار کی بالکل صحیح تصویر پیش کرتی ہیں۔

یہ مُلک جسکا یہاں بیان ہے شمال سے جنوب تک تقریباً دو سَو میل لمبا اور مشرق سے مغرب تک تقریباً سَو میل چوڑا ہے۔ یہ قُدرتی سرحدوں سے گھرا ہُوا ہے۔ شمال کی طرف لبنان کا پہاڑی سلسلہ اور ایک وادی ہے جسے "حمات کا مدخل"

کہتے ہیں۔ مغرب کی طرف بحیرۂ رُوم یا "بڑا سمُندر" ہے۔ اور مشرق اور جنُوب میں صحرائے عرب اور دشتِ صین ہے (سرحدوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے گنتی ۳۴: ۱-۱۵)۔

شمال سے جنُوب تک تمام مُلک کو بیان کرنے کے لئے مختلف نام مستعمل تھے۔ مثلاً "حمات کے مدخل سے میدان کے دریا تک" یعنی بحیرۂ مُردار تک (۲-سلاطین ۱۴: ۲۵)۔ لیکن سب سے عام نام یہ تھا "دان سے بیرسبع تک" (قضاۃ ۲۰: ۱؛ ۱-سموئیل ۳: ۲۰؛ ۲-سموئیل ۳: ۱۰؛ ۱-سلاطین ۴: ۲۵)۔ دان، اسرائیل کا انتہائی شمالی شہر تھا اور بیرسبع انتہائی جنُوبی شہر جو دشتِ صین کے کونے پر واقع تھا اور بحیرۂ رُوم اور بحیرۂ مُردار کے جنُوبی سرے کے درمیان آدھے فاصلے پر تھا۔

ارضِ مُقدس کے زائرین اور سیّاح، اِس کے مختلفُ النوع خطّوں کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ مختلفُ النوع خطّے دریائے یردن کے شمالی اور جنُوبی سروں کے درمیان پائے جاتے ہیں۔ گلیل کا رنگا رنگ خوبصورت علاقہ جس میں پہاڑوں سے گھری ہُوئی نیلگوں جھیل ہے اور یہاں کے پھُولوں سے بھرے ہُوئے میدان اور اِس کے شمال کی طرف کوہِ حرمُون کی برف پوش چوٹیاں، بحیرۂ مُردار اور اُس کے گردونواح کے خُشک و بنجر اور گرم علاقے کے مُقابلہ میں حقیقتاً جنت ہے۔

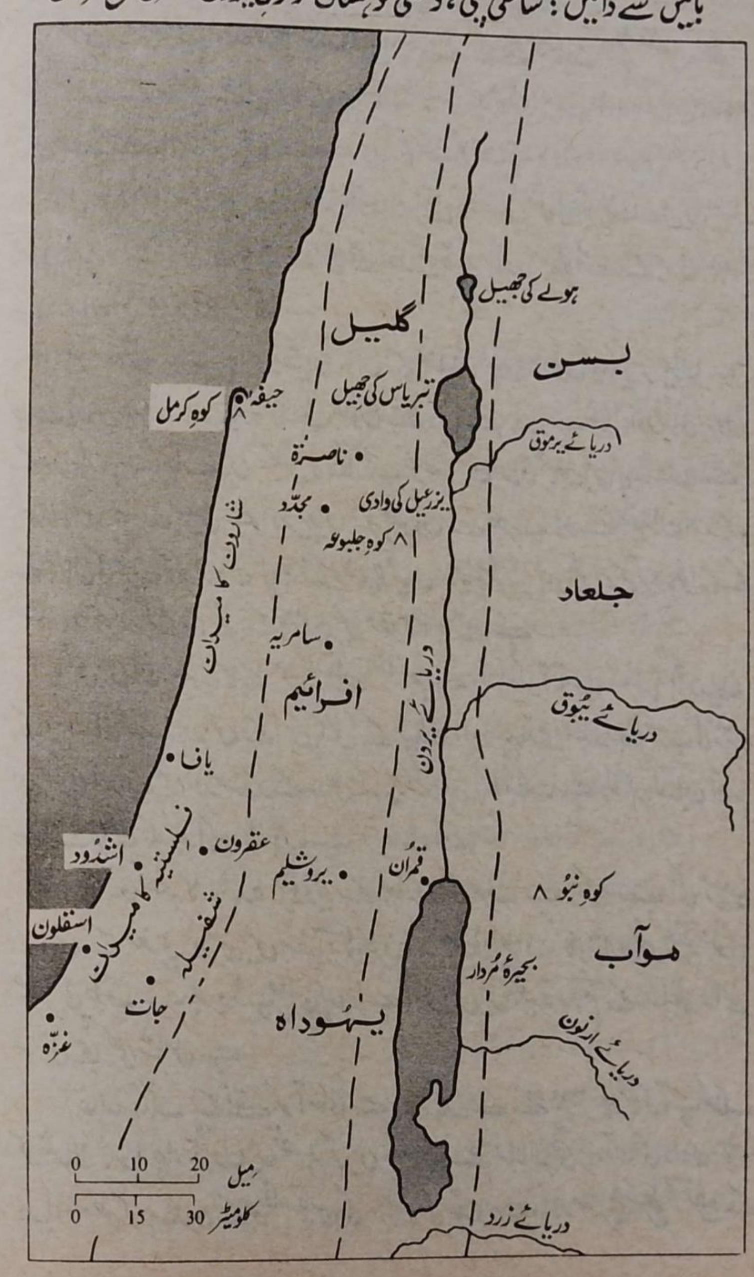
بائبل میں اُن خطّوں کا جن میں فلسطین منقسم ہے، اکثر ذکر آتا ہے۔ مثلاً "اموریوں کے کوہستانی مُلک اور اُس کے آس پاس کے میدان، اور پہاڑی قطعہ اور نشیب کی زمین اور جنُوبی اطراف میں اور سمندر کے ساحل تک جو کنعانیوں کا مُلک ہے بلکہ کوہِ لبنان اور دریائے فرات تک جو ایک بڑا دریا ہے" (استثنا ۱: ۷)۔

پہاڑی قطعہ کا اشارہ یہودیہ کے پہاڑوں کی طرف ہے جبکہ نشیب کی زمین کا اِس کے مغربی دامن میں سفیلہ کی طرف۔ جنُوبی اطراف کا اشارہ اُس عظیم جنُوبی صحرا کی طرف ہے جو دشتِ صین کہلاتا ہے اور اِس میں بحیرۂ رُوم کے ساتھ ساتھ ساحلی پٹّی بھی شامل ہے۔

غالباً مُلک کے نقشے کو آسانی سے یاد رکھنے کے لئے بہتر ہوگا کہ آپ مُلک کو شمالاً جنوباً چار پٹّیوں میں تقسیم کرلیں۔ سب سے نمایاں پٹّی یردن کی وادی ہے۔ دریا، وسطی کوہستان کے جو فلسطین کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور مشرقی سطحِ مُرتفع کے

فلسطین : طبیعی علاقے

بائیں سے دائیں : ساحلی پٹّی ، وسطی کوہستان ، وادیِ یردن ، مشرقی سطحِ مُرتفع



جس کے آگے صحرا ہے درمیان سے گہرائی میں راستہ بناتا ہُوا گُذرتا ہے۔ پس سمندر اَور صحرا کے درمیان چار۴ پٹیاں حسب ذیل ہیں : ساحلی پٹّی ، وسطی کوہستان ، وادیِ یردن اَور مشرقی سطحِ مرتفع ۔ اب ہم اِن پر باری باری غور کرتے ہیں ۔

ساحلی پٹّی

ساحلی پٹّی کی چوڑائی مُختلِف مقامات پر مُختلف ہے ۔ کوہِ کرمل کے نزدیک جو سُمندر میں بڑھا ہُوا ہے اِس کی چوڑائی چند سَو گز ہی ہے (یہاں حیفہ کی جدید بندرگاہ بھی ہے) جبکہ جنوبی حد پر چوڑائی تقریباً تیس ۳۰ میل ہے ۔ یہ جنُوبی حِصّہ فلستیوں کا قدیم مُلک تھا ۔ یہاں پر ہی فلستیوں کے پانچ بڑے شہر واقع تھے ۔ غزّہ اِنتہائی جنُوب میں تھا اَور یہ اُس عظیم ساحلی شاہراہ پر تھا جو مِصر سے نکلتی تھی ۔ دُوسرا شہر اسقلون تھا جو یہاں سے شمال کی طرف تیس ۳۰ میل کے فاصلے پر تھا ۔ تیسرا اشدود تھا جو مزید آٹھ ۸ میل شمال کی طرف تھا ۔ یہ بھی اُسی عظیم شاہراہ پر واقع تھا ۔ چوتھا عقرون تھا جو مزید شمال میں اَور مُلک کے اندر کی طرف تھا ۔ پانچواں جات تھا جو میدان کے درمیان واقع تھا ۔

شفیلہ یا نشیب کی زمین ، فلستیہ کے میدان کے عَین مشرق میں تھی ۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ "فلستیوں نے بھی نشیب کی سرزمین کے ... شہروں پر حملہ کر کے ... دیہات کو بھی لے لیا" (۲ - تواریخ ۲۸ : ۱۸) ۔ یہاں کے گولر کے درخت مشہُور تھے ۔ سلیمان بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اُس نے دیوداروں کی اِتنی کثرت پَیدا کی جَیسے نشیب کے مُلک کے گولر کے درخت (دیکھئے ۱ - سلاطین ۱۰ : ۲۷) ۔ درحقیقت اِس کی ڈھلوانیں وسطی سطحِ مرتفع کا دامن ہیں ۔ یہ جات تک بتدریج ۵۰۰ فُٹ تک اُوپر اُٹھتی جاتی ہیں اَور مشرق میں دس ۱۰ میل تک ۱۳۰۰ فُٹ تک بُلند ہو جاتی ہے ۔ پھر اصل پہاڑ شرُوع ہوتے ہیں اَور دس ۱۰ میل آگے ۳،۳۰۰ فُٹ کی بُلندی پر حبرُون واقع ہے جو فلسطین کا سب سے بُلند شہر ہے ۔

پھر ساحل پر فلستیہ کے میدان کے عین شمال میں شارُون کا مَیدان ہے ۔ یافا ،

اِس کا سب سے بڑا شہر اور بندرگاہ ہے۔ ہمارے زمانہ میں یہاں پر ترش پھلوں یعنی مالٹے وغیرہ کے بےشمار باغات پائے جاتے ہیں۔ یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ بائبل کے زمانہ میں یہ کیسا تھا، لیکن یہ یقینی بات ہے کہ یہاں جانور پالے جاتے تھے (۱-تواریخ ۵: ۱۶ مقابلہ کیجئے ۲۷: ۲۹)۔ دُوسری طرف، موجُودہ نکاسیٔ آب کے سسٹم سے پہلے، یہ علاقہ یقیناً دلدلی تھا، لہٰذا "شارُون کی زینت" (یسعیاہ ۳۵: ۲) کا اِشارہ اُس کی ہریالی کی طرف ہے۔ "شارُون کی نرگس" جس سے غزل الغزلات کی دُلہن اپنے آپ کو تشبیہ دیتی ہے ضرور ہی بے انتہا خوبصورتی کی علامت ہوگی کیونکہ وُہ غیر مناسب ماحول میں پیدا ہوتی تھی جیسے کہ "سوسن جھاڑیوں میں" (غزل الغزلات ۲: ۱-۲)۔

وسطی کوہستان

فلسطین کا وسطی سلسلۂ کوہ گلیل سے شرُوع ہوتا ہے جِس کی پہاڑیوں اور وادیوں میں یسوعؔ نے اپنا بچپن گذارا اور جہاں اُس نے زیادہ تر خدمت کی۔ بالائی گلیل کی چوٹیاں تین ۳ ہزار فٹ تک بُلند ہیں اور اِن پہاڑیوں سے آگے نشیبی گلیل میں ناصرۃ ہے۔ اِس کی بُلندی ڈیڑھ ہزار فٹ سے زیادہ نہیں اور جس دن مطلع صاف ہو تو یہاں سے بحیرۂ رُوم دکھائی دیتا ہے جو ۱۷ میل شمال مغرب کی طرف ہے۔

ناصرۃ کے جنوب میں زمین بتدریج ڈھلوان ہوتی ہُوئی ایک وسیع میدان تک پہنچتی ہے جو کوہ کرمل کے شمال میں بحیرۂ رُوم سے جنوب مشرق کی طرف دریائے یردن کو جاتی ہے۔ اِس کے مغربی حصّے کو اسدرلون کا میدان کہتے ہیں۔ اِس کا مشرقی حصّہ یزرعیل کی وادی ہے جو مُردہ آتش فشاں پہاڑی مورہ اور چُونے کے پتھر کے پہاڑ جلبوعہ کے درمیان ہے۔ اِن دونوں پہاڑوں کی ڈھلوان پر فلستیوں اور اسرائیلیوں نے ایک دُوسرے کے مقابل ڈیرے لگائے تھے۔ اِن دونوں کے درمیان وادی تھی۔ اسی جنگ میں ساؤل بادشاہ مارا گیا تھا۔

"اور فلستی اِسرائیل سے لڑے اور اِسرائیلی مَرد فلستیوں کے سامنے سے

بھاگے اور کوہستانِ جلبوعہ میں قتل ہو کر گرے ۔۔۔۔ اور داؤد نے ساؤل اور اُس کے بیٹے یونتن پر اِس مرثیہ کے ساتھ ماتم کیا ۔۔۔ اے اسرائیل! تیرے ہی اونچے مقاموں پر تیرا فخر مارا گیا ۔۔۔ اے جلبوعہ کے پہاڑو! تم پر نہ اوس پڑے اور نہ بارش ہو اور نہ ہدیہ کی چیزوں کے کھیت ہوں۔ کیونکہ وہاں زبردستوں کی سپر بُری طرح سے پھینک دی گئی یعنی ساؤل کی سپر جس پر تیل نہیں لگایا گیا تھا" (۱-سموئیل ۳۱: ۱؛ ۲-سموئیل ۱: ۱۷-۲۱)۔

اسدرلون کے میدان کے جنوبی کنارے اور سلسلہ ہائے کوہ کرمل کے دامن میں مجدّو کا قلعہ بند شہر ہے۔ یہ صدیوں تک جنوب کے پہاڑوں کے بڑے درّے کے مدخل کی حفاظت کرتا رہا ہے۔ یہ اُن شہروں میں سے ایک ہے جسے سلیمان بادشاہ نے اپنے گھوڑے اور رتھ رکھنے کے لئے دوبارہ تعمیر کر کے اس کی قلعہ بندی کی (دیکھیئے ۱-سلاطین ۹: ۱۵، ۱۹)۔ یہاں پر ہی یہوداہ کے دو بادشاہ قتل ہُوئے، ایک اخزیاہ جسے یاہُو نے قتل کیا (۲-سلاطین ۹: ۲۷)۔ اور دُوسرا یُوسیاہ تھا جس نے شاہِ مصر نکوہ کو اسُوریوں کی مدد کرنے سے روکنے کی کوشش کی تھی (۲-تواریخ ۳۵: ۲۰-۲۴ مقابلہ کیجئے ۲-سلاطین ۲۳: ۲۸-۳۰)۔

اسدرلون کے میدان کے جنوب میں مَنسّی اور افرائیم کا کوہستانی مُلک ہے، جس کی مغربی ڈھلوان پر انگوروں کے بے حد باغ ہیں اور اِس سے آگے مزید جنوب کی طرف یہوداہ کا کوہستانی مُلک ہے۔ منقسم بادشاہت کے زمانہ میں اسرائیل کی تاریخ زیادہ تر اِن دونوں پہاڑی علاقوں سے وابستہ تھی کیونکہ شمالی بادشاہت کا دارالحکومت سامریہ تھا (منسّی اور افرائیم کے علاقے میں) اور جنوبی حکومت کا دارالحکومت یروشلیم تھا (یہوداہ کے علاقے میں)۔

یروشلیم ایک ایسے پہاڑ پر واقع ہے جسے دُوسرے پہاڑ گھیرے ہُوئے ہیں۔ زبُور نویس کہتا ہے کہ یہ خُدا کا کوہِ مُقدس ۔۔۔ بُلندی میں خوشنما اور تمام زمین کا فخر ہے"۔ اور پھر "جیسے یروشلیم پہاڑوں سے گھرا ہے ویسے ہی اب سے ابد تک خُداوند اپنے لوگوں کو گھیرے رہیگا" (زبور ۴۸: ۱-۲؛ ۱۲۵: ۲)۔ کوہِ زیتون، قدرون

کی وادی کے پار یروشلیم کے قریب مشرق میں ہے۔ یہاں ہی سے ایک سڑک ایک نہایت خشک و بنجر زمین سے گذرتی ہوئی مشرق کو جاتی ہے اور یریحو پہنچتے پہنچتے اُس کی بلندی تین۳ ہزار فُٹ کم ہوجاتی ہے۔ یہ سڑک بحیرۂ مُردار تک جاتی ہے۔ یسوع مسیح کی نیک سامری کی تمثیل میں جس مُسافر پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور جسے نیک سامری نے بچایا تھا اِسی سڑک پر سَفر کر رہا تھا۔

یروشلیم اور بحیرۂ مُردار کے درمیان تمام علاقہ کو یہوداہ کا بیابان کہا جاتا ہے۔ اِسی جگہ کسی مقام پر یسوع مسیح نے چالیس۴۰ دِن کا روزہ رکھا اور شیطان سے آزمایا گیا تھا۔

وادیٔ یردن

یردن کی وادی اُس عظیم "رِفٹ کی وادی" (RIFT VALLY) کا حصّہ ہے۔ یہ چار۴ ہزار میل لمبی ہے اور ایشیائے کوچک سے شروع ہوکر بحیرۂ قلزم سے ہوتی ہُوئی مشرقی افریقہ کی "رفٹ ویلی" کی جھیلوں تک جاتی ہے۔ دریائے یردن (اُس کی بھُول بُھلیوں کو چھوڑ کر) صِرف ۸۰ میل لمبا ہے۔ یہ نو۹ ہزار کی بُلندی سے کوہ حرمون سے نِکلتا ہے اور پھر ہولے کی جھیل اور تبریاس یا گلیل کی جھیل سے گُذرتا ہُوا آہستہ آہستہ نیچے اُترتا جاتا ہے (یردن کا مطلب نیچے اُترنے والا ہے) اور آخر میں بحیرۂ مُردار میں جا گِرتا ہے۔ ہولے کی جھیل کے قریب وُہ سطحِ سمندر سے ۲۳۰ فُٹ بُلند ہے لیکن تبریاس کی جھیل پر یہ سطحِ سمندر سے ۷۰۰ فُٹ نیچے ہے اور بحیرۂ مُردار کے قریب جس میں یہ گِرتا ہے، ۱۳۰۰ فُٹ۔ بحیرۂ مُردار کی تہ ۲۵۰۰ فُٹ گہری ہے جو رُوئے زمین پر سب سے گہری گہرائی ہے۔

ہولے کی جھیل کو بائبل میں میرُوم کی جھیل کہا گیا ہے (دیکھئے یشوع ۱۱: ۵، ۷)۔ اِنسانوں نے اِس جھیل کو بُہت کم اِستعمال کیا ہے، البتہ ارغوانی رنگ کے بگلے اِس کے سرکنڈوں میں کثرت سے بسیرا کرتے ہیں۔ آجکل اِس کے پانی کو زمین کو سیراب کرنے کے لئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔

بعض اَوقات انجیل میں تبریاس کی جھیل کو کنرت (یا گنیسرت) کی جھیل بھی کہا گیا ہے لیکن عام طور پر اِسے گلیل کی جھیل کہا جاتا ہے (دیکھئے کنرت = گنتی ۳۴: ۱۱؛ اِستثنا ۳: ۱۷ اور گنیسرت = لُوقا ۵: ۱)۔ یہ جھیل ۱۲ میل لمبی اور سب سے چوڑی جگہ پر ۷ میل چوڑی ہے۔ یہ بُہت گہری ہے اور اِس میں کثرت سے مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ خُداوند یسوع مسیح کے شاگِردوں میں سے بھائیوں کے دو۲ جوڑے یعنی اِندریاس اور شمعون، اور یعقوب اور یوحنا مِلکر یہاں مچھلیاں پکڑا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ جھیل پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے تاہم اِس کے شمالی اور مغربی کناروں پر مُتعدد گاؤں آباد ہیں۔ مسیح اکثر اِن گاؤں میں تعلیم دینے، منادی کرنے اور شِفا دینے کے لئے جایا کرتا تھا۔

تبریاس کی جھیل کے جنوب میں دریائے یردن مزید ۶۵ میل بہتا ہے (اگر اِس میں اُس کے تمام خم و پیچ کو بھی شامل کریں تو یہ فاصلہ ۲۰۰ میل کے قریب ہوگا) اور پھر بحیرۂ مُردار میں گِر جاتا ہے۔ اِس فاصلے میں اِس کا پانی گدَلا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ شاہی جنرل نعمان شِفا پانے کے لئے اِس میں اُترنے سے کتراتا تھا:

"کیا دمشق کے دریا ابانہ اور فرفر اِسرائیل کی سب ندیوں سے بڑھ کر نہیں ہے؟ کیا میں اُن میں نہا کر پاک صاف نہیں ہو سکتا؟"

(۲-سلاطین ۵: ۱۲)۔

دریائے یردن کی وادی کا جنگل بے حَد گھنا تھا اور جنگلی جانوروں کی مشہُور آماجگاہ تھا۔ بدیں وجہ خُدا اپنی عدالت کو یُوں بیان کرتا ہے: "دیکھ وُہ شیرِ ببر کی طرح یردن کے جنگل سے نِکل کر محکم بستی پر چڑھ آئے گا" (یرمیاہ ۴۹: ۱۹)۔

یوحنا اصطباغی نے جس مقام پر یسوع مسیح کو بپتسمہ دیا وُہ معلُوم نہیں ہے، لیکن وُہ یقیناً اُن گھاٹوں میں سے ایک ہوگا جو بحیرۂ مُردار کے دہانے سے چند میل اِدھر پائے جاتے ہیں۔

"اور یہُودیہ کے مُلک کے سب لوگ اور یروشلیم کے سب رہنے والے نِکل کر اُس کے پاس گئے اور اُنہوں نے اپنے گُناہوں کا اِقرار کر کے دریائے یردن میں اُس سے بپتسمہ لیا"

(مرقس ۱: ۵)۔

بحیرۂ مُردار کو "دریائے شور" یا "میدان کا دریا" کہا گیا ہے - یہ ۴۸ میل لمبا ہے اور اِرد گِرد کا علاقہ خشک اَور بنجر ہے - اِس کے مشرقی ساحِل پر موآب کی پہاڑیوں کی خُشک چٹانیں ہیں جبکہ مغرب کی طرف یہوداہ کے پہاڑوں کی بنجر ڈھلوان ہے - یہاں (قمران میں) مسیح کے زمانہ سے پہلے اَور اُس کے دَوران اِسینی فرقے کے راہبوں کی جماعت رہتی تھی - موجُودہ زمانہ میں یہاں کی غاروں سے بحیرۂ مُردار کے طومار مِلے ہیں -

یہاں سخت گرمی پڑتی ہے (گرمیوں میں ۱۱۰ تک) اِس لئے بُخارات خوُب بنتے ہیں لیکن بارِش بُہت کم ہوتی ہے - یہی وجہ ہے کہ بحیرۂ مُردار میں ندی نالوں کے گِرنے اَور نکاس نہ ہونے کے باوجُود اِس کی سطح میں کمی و بیشی واقع نہیں ہوتی - نتیجتاً پانی میں معدنی اجزا (خاص طور پر نمک، پوٹاش اور میگنیشیم) بے حد مِقدار میں پائے جاتے ہیں - اِس میں کوئی مچھلی زِندہ نہیں رہ سکتی (مقابلہ کیجئے حزقی ایل ۴۷: ۱-۱۲) - ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ سدوم اَور عمُورہ اُس مقام پر تھے جسے اب بحیرۂ مُردار کے جنُوبی کونے نے گھیرا ہُوا ہے - اَور یہ عین مُمکِن ہے کہ خداوند نے جس "آگ اَور گندھک" کو اُن پر برسایا اَور لوط کی بیوی کا نمک کے ستوُن میں بدلنا، وُہ سب زلزلے اَور زمین سے لاوا اُگلنے کا نتیجہ ہو جنہیں خُدا نے اُن کی شرارت کی سزا دینے کے لئے اِستعمال کیا (پیدائش ۱۹: ۲۴ - ۲۹) -

بحرِ قلزم پر خلیج عقبہ پر عصیون جابر کی بندرگاہ تھی جس کا موجُودہ نام ایلات ہے - یہاں سے اِسرائیلی افریقہ اَور ایشیا کے ساتھ سمندر کے راستے تجارت کرتے تھے - کیونکہ "سلیمان بادشاہ نے عصیون جابر میں جو ادوم کے مُلک میں بحرِ قلزم کے کنارے ایلوت کے پاس ہے جہازوں کا بیڑا بنایا" (۱- سلاطین ۹: ۲۶) - اِس بندرگاہ سے قریبی کانوں کا تانبا برآمد کیا جاتا اَور سونا، چاندی، ہاتھی دانت، بندر اَور مور درآمد کئے جاتے تھے (۱- سلاطین ۱۰: ۲۲ مقابلہ کیجئے ۵: ۱۱) -

مشرقی سطحِ مُرتفع

اَب ہم فلسطین کی چوتھی پٹّی یعنی مشرقی سطحِ مرتفع پر غور کرتے ہیں جو یردن کی

وادی اَور صحرائے عرب کے درمیان واقع ہے - یہ وُہ عِلاقہ ہے جو اِسرائیل کے بارہ ۱۲ قبیلوں میں سے ڈھائی قبائِل کو مِلا تھا :

"جد اَور روبن اَور منسّی کے آدھے قبیلہ کو یردن کے اُس پار مشرق کی طرف میراث مِل چُکی ہے ..." (یشوُع ۱۸: ۷) -

یہ ایک وسیع سطحِ مُرتفع ہے جو شمال سے جنوُب میں ۲۵۰ میل تک پھیلی ہُوئی ہے - اِسے چار دریا تقسیم کرتے ہیں جنہوں نے مشرِق کی طرف سے دریائے یردن یا بحیرۂ مُردار کو جاتے ہُوئے گہری گھاٹیاں بنائی ہیں - پہلا دریا، یرموق ہے جو تبریاس کی جھیل کے جنوُب میں تھوڑے سے فاصلے پر دریائے یردن میں گرتا ہے - یہ وُہی جگہ ہے جہاں "یعقوب اکیلا رہ گیا اَور پَو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص سے کُشتی لڑتا رہا" (پیدائش ۳۲: ۲۴) - دریائے ارنون، بحیرۂ مردار کے وَسط میں گرتا ہے اور دریائے زرد اُس کے جنوبی کونے میں - یہ دریا اِسرائیل کے پڑوسی قبیلوں کے لئے قدرتی سرحدوں کا کام دیتے تھے - عمون کا علاقہ یبوق اَور ارنون کے درمیان تھا - موآب کا ارنون اور زرد کے درمیان (گو وُہ اکثر شمال کی طرف بھی بڑھا ہوتا تھا) اَور اُدوم کا دریائے زرد کے جنوُب میں -

غالباً یردن کے مشرِق میں سطحِ مُرتفع کو تصوّر میں لانے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل تقسیم کو یاد رکھا جائے :

بسن تبریاس کی جھیل کے مشرِق کا سطحِ مُرتفع تھا، کِسانوں کی زمین ہے - اگرچہ بائبل کے زمانہ میں یہاں غالباً بے حد جنگلات پائے جاتے تھے، تاہم یہ اناج اَور اپنے مینڈھوں، برّوں، بکروں اَور بیلوں کے لئے مشہوُر تھا -

(حزقی ایل ۳۹: ۱۸ مُقابلہ کیجئے زبوُر ۲۲: ۱۲)

بسن کے جنوُب میں جلعاد تھا - یہ تبریاس کی جھیل اَور بحیرۂ مردار کے درمیان تقریباً تمام یردن پار کے عِلاقے کو گھیرے ہُوئے تھا - یہ پہاڑیوں کا مُلک کہلاتا ہے - یہاں تین ہزار فُٹ سے اُوپر خوُب بارش ہوتی ہے جو جنگلات اور انگورستانوں کے لئے زرخیزی کا باعِث بنتی ہے - جلعاد کے انگوُر سارے فلسطین کے انگوُروں سے بڑھ کر تھے اَور یہاں کا روغنِ بلسان بھی بے حد مشہوُر تھا (یرمیاہ ۸: ۲۲) اِسمٰعیلیوں

کے جس قافلے کے ہاتھ یوسف کو اُس کے بھائیوں نے بیچا تھا وُہ جلعاد سے آ رہا تھا اور گرم مصالحہ اور روغنِ بلسان اور مُر اُونٹوں پر لادے ہُوئے مصر کو جا رہا تھا

(پیدائش ۳۷ : ۲۵)۔

یردن پار جنوب کی طرف اپنا سفر جاری رکھتے ہُوئے ہم موآب پہنچتے ہیں۔ یہ بحیرۂ مُردار کے مشرق میں کوہستانی علاقے پر مُشتمل تھا۔ دریائے ارنون اور دیگر چھوٹی ندیوں کی بنائی ہوئی گھاٹیوں کے علاوہ، موآب ایک بُلند سطح مُرتفع ہے۔ یہ چرواہوں کا علاقہ کہلاتا ہے:

"موآب کا بادشاہ میسا بہت بھیڑ بکریاں رکھتا تھا اور اسرائیل کے بادشاہ کو ایک لاکھ برّوں اور ایک لاکھ مینڈھوں کی اُون دیتا تھا" (۲-سلاطین ۳ : ۴)۔

یہ موآب کے پہاڑ (کوہِ نبو) ہی تھے جہاں سے مُوسیٰ نے اپنی مَوت سے پیشتر مُلکِ موعُود پر نظر کی تھی اور بنی اسرائیل نے یردن عبور کر کے اُس پر قبضہ کرنے سے پہلے موآب کے میدانوں ہی میں ڈیرے ڈالے تھے (استثنا ۳۲ : ۴۹-۵۰؛ ۳۴ : ۱-۸؛ گنتی ۲۲ : ۱)۔

یردن پار کا انتہائی جنوبی علاقہ ادُوم ہے۔ اِس کی سب سے بُلند چوٹی تین ہزار پانچ سو فٹ ہے اور یہ مغرب، مشرق اور جنوب کے صحراؤں کے سروں پر واقع ہے۔ یہ تاجروں کا مُلک کہلاتا ہے کیونکہ یہاں سے عظیم مشرقی تجارتی شاہراہ گذرتی تھی۔ جب بنی اسرائیل مُلکِ موعُود کو جا رہے تھے تو ادوم نے اُنہیں اس راستے سے گذرنے سے روک دیا تھا اس لئے اِن دونوں مُلکوں میں ایک طویل دُشمنی پڑ گئی تھی

(گنتی ۲۰ : ۱۴-۲۱؛ ۲۱ : ۴)۔

یہ ہے وُہ "اچھا مُلک" جو خُداوند اُن کے خُدا نے بنی اسرائیل کو دیا تھا۔ یہ کسانوں کا مُلک تھا جو ڈھور ڈنگر پالتے اور زمین کاشت کرتے تھے۔

زراعت اور بارش

فلسطین کے گلّے زیادہ تر بھیڑ بکریوں پر مُشتمل ہوتے تھے جو بھاری تعداد میں

پہاڑوں اور میدانوں میں چرتے پھرتے تھے۔ بکریاں دُودھ مہیا کرتی تھیں اور اُن کے کالے بالوں سے بدوی خیمے بنائے جاتے تھے جبکہ بھیڑیں دُودھ، گوشت اور اُون مہیا کرتی تھیں۔ چونکہ فلسطینی چرواہے بھیڑیں گوشت کی بجائے اُون کے لئے پالتے تھے اِس لئے سالہا سال کی رفاقت کے باعث چرواہے اور بھیڑوں میں بڑی محبّت پیدا ہو جاتی تھی۔ چرواہا اپنی بھیڑوں کو ہانکنے کی بجائے اُن کے آگے آگے چلتا تھا۔ وُہ اُنہیں فرداً فرداً جانتا تھا اور اُن کے نام لے کر اُنہیں بُلاتا تھا۔ بھیڑیں اُس کی آواز کو پہچانتی تھیں۔ چنانچہ یہ فطری بات ہے کہ خُدا اپنے آپ کو "اسرائیل کا چوپان" ظاہر کرتا جو اُن کو اپنی بغل میں لے کر چلتا اور اُن کو جو دُودھ پلاتی ہیں آہستہ آہستہ لے جاتا ہے (دیکھئے زبُور ۸۰ : ۱؛ یسعیاہ ۴۰ : ۱۱)۔ چنانچہ خُدا ترس اسرائیلی اِس بات کا اقرار کر سکتے کہ

"خُداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہوگی۔ وُہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔ وُہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے" (زبُور ۲۳ : ۱-۲)۔

خُداوند مسیح نے اِس تشبیہ کو مزید آگے بڑھایا اور خود کو "اچھا چرواہا" کہا اور اعلان کیا کہ وُہ اپنی بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیگا اور اپنی ایک کھوئی ہُوئی بھیڑ کو بھی جنگلوں میں تلاش کرے گا (یُوحنّا ۱۰ : ۱-۱۸؛ لُوقا ۱۵ : ۳-۷)۔

اگرچہ مُتعدد اسرائیلی کسان بھیڑیں پالتے تھے تاہم زیادہ تر وُہ زمین کاشت کرتے تھے۔ بائبل میں مُتعدد مقامات پر زمین خاص پیداواروں کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے۔ مُلکِ موعُود میں داخل ہونے سے پیشتر خُدا نے وعدہ کیا تھا کہ یہ اُن کی فرمانبرداری کے عوض اُن کو دی جائیں گی:

"خُداوند تیرا خُدا ... تجھ کو برکت دیگا ... اور تیری زمین کی پیداوار یعنی تیرے غلّہ اور مَے اور تیل ... پر برکت دیگا"

(استثنا ۷ : ۱۲، ۱۳)۔

جب بنی اسرائیل نے اُس مُلک پر قبضہ کر لیا تو خُدا نے اپنے وعدہ کے مطابق اُنہیں مَے دی" جو انسان کے دِل کو خوش کرتی ہے اور روغن جو اُس کے چہرہ کو چمکاتا ہے

اور روٹی جو آدمی کے دل کو توانائی بخشتی ہے" (زبور ۱۰۴: ۱۵)۔ لیکن جب اُنہوں نے اُس سے بغاوت کی تو اُس نے اُن برکات کو کال اور وبا اور ٹڈیوں کے ذریعہ روک دیا۔ لیکن جب اُنہوں نے توبہ کی تو اُس نے اُن سے فرمایا:

"میں تمکو اناج اور نئی مے اور تیل عطا فرماؤنگا اور تم اُن سے
سے سیر ہوگے..." (یوایل ۲: ۱۹ مُقابلہ کیجئے ہوسیع ۲: ۸)۔

جن اناج سے وُہ روٹی بناتے تھے وُہ زیادہ تر گیہوں اور جَو تھے۔ جبکہ مے انگوروں سے حاصل ہوتی تھی جو وہاں بُہتات سے پیدا ہوتے تھے اور تیل (زیادہ تر کھانا پکانے کے لئے) زیتون سے حاصل ہوتا تھا۔ زیتون کا درخت بڑا سخت جان ہوتا ہے اور وُہ پتھریلی زمین میں زندہ رہ سکتا اور سالہاسال خشک سالی کا مُقابلہ کر سکتا ہے۔

قدیم اسرائیل کے دیگر پھل انار اور خاص طور پر انجیر تھے۔ لہٰذا اُن کا موعودہ المسیح کی حکومت میں امن وسلامتی کا سب سے شیریں خواب یہ تھا کہ

"ہر ایک آدمی اپنی تاک اور اپنے انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھے گا اور
اُن کو کوئی نہ ڈرائے گا" (میکاہ ۴: ۴)۔

اچھی فصل کے لئے زمین کا کُل انحصار بارش پر تھا۔ اسرائیلی جانتے تھے کہ اس سے بڑھ کر خُدا کی کوئی اور نعمت نہیں۔ یہ زندہ خُدا تھا جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُس میں ہے پیدا کیا۔ اُس نے "آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا اور بڑی بڑی پیداوار کے موسم عطا کئے" (اعمال ۱۴: ۱۷) اور یُوں اُس نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اُس کا فضل تمام نوعِ انسان پر اِتنا زیادہ ہے کہ مسیح خُداوند نے فرمایا "وہ اپنے سُورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے" (متی ۵: ۴۵)۔

عام طور پر فلسطین کے موسمِ برسات کی پیشینگوئی کی جاسکتی ہے۔ گرمی کا موسم مئی/جون سے ستمبر/اکتوبر تک رہتا ہے۔ اِن پانچ ماہ میں بارش بالکُل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ سموئیل نبی کی گندم کی فصل کے دَوران بارش کی دُعا ایک معجزہ کی درخواست تھی (۱۔سموئیل ۱۲: ۱۶-۱۸)۔ "جس طرح ایامِ گرمی میں برف اور دِرَو کے وقت بارش، اُسی طرح احمق کو عزت زیب نہیں دیتی" (امثال ۲۶: ۱)۔

اِس خُشک موسم میں صِرف اوس اور صُبح کی دُھند ہی نمی پیدا کرتی ہے۔ لیکن جونہی سُورج طلُوع ہوتا ہے یہ دونوں جلد ہی غائب ہوجاتی ہیں۔ اِن کے اِس طرح جلد غائب ہونے کو بُت پرست اسرائیل کی تصویر کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کی خُدا عدالت کرے گا:

"وُہ صُبح کے بادل اور شبنم کی مانند جلد جاتے رہیں گے"
(ہوسیع ۱۳: ۳)۔

اکتوبر کے وَسط سے بادل آنے شُروع ہوجاتے ہیں اور جب بالآخر بارش ہوتی ہے تو اکثر اُس کے ساتھ طُوفان بھی آتا اور لوگوں کو پناہ کے لئے بھاگنا پڑتا ہے۔ ہم اِس کا اندازہ اُس وقت ہی لگا سکتے ہیں جبکہ ہم فلسطینی پہاڑیوں پر سے بحیرۂ روم سے اُٹھتے ہوئے طُوفان کو یا اُس سیلاب کو جو ڈھلوانوں کی مٹی کو گلیل کی جھیل میں بہا رہا ہو دیکھیں۔ تب ہی ہمیں مسیح کے اِن الفاظ میں پوشیدہ طُوفان کے غضب اور تُندی کی حقیقت معلُوم ہوگی:

"اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر پر
ٹکریں لگیں" (متی ۷: ۲۵)۔

موسمِ برسات کے آغاز کو عام طور پر "پہلی بارش" کہا جاتا تھا اور اِسے بے حد مُفید بلکہ نہایت ضرُوری سمجھا جاتا تھا۔ اِس کے بغیر ہَل چلانا ناممکن تھا کیونکہ دُھوپ سے سِنکی ہُوئی زمین لوہے کی مانند سخت ہوتی تھی (دیکھئے استثنا ۲۸: ۲۳)۔ لیکن جب بارش ہونے لگتی اور زمین کو نرم کرنا شرُوع کر دیتی تو ضرُوری تھا کہ کسان موسم کا مُقابلہ کرے اور ہَل چلائے تاکہ وقت پر فصل حاصِل کر سکے۔ یہ اُس وقت خاص طور پر ضرُوری تھا جبکہ بارش دیر سے ہُوئی ہو۔ خُداوند یسوع مسیح نے اِسے مسیحی دلیری اور استقلال کے لئے بطور مثال استعمال کیا۔

"جو کوئی اپنا ہاتھ ہَل پر رکھ کر پیچھے دیکھتا ہے وُہ خُدا کی بادشاہی
کے لائق نہیں" (لُوقا ۹: ۶۲)۔

اگر "پہلی بارش" موسمِ برسات کے شرُوع (نومبر) میں ہل چلانے کے لئے ضرُوری تھی تو "پچھلی بارش" موسمِ برسات کے آخر میں (مارچ اور اپریل میں) فصل کو پکانے کے لئے

ضروری تھی۔ اُس کے بغیر دانے کمزور رہتے۔ یہ بارش ہی تھی جو دانوں کو موٹا تازہ کرتی اور پکاتی۔ جب فصل بالآخر پک جاتی تو مزدور اُسے کاٹنے کے لئے ہنسوا لگاتے (یوحنا ۴: ۳۵؛ یوایل ۳: ۱۳)۔ تب فصل کے پُولے باندھتے اور گدھوں یا اُونٹوں کے ذریعہ کھلیان میں لے جاتے۔ کھلیان اکثر کسی ٹیلے پر زمین ہموار کر کے بنائے جاتے تھے۔ پھر اُسے جانوروں کے کھُروں سے یا پھلّے سے گاہتے ہیں (مُقابلہ کیجئے یسعیاہ ۴۱: ۱۵)۔ پھر اُسے جیلی (تر نگلی) سے اُساتے ہیں اور سنہرے دانے زمین پر گِر جاتے ہیں جبکہ بھُوسے کو ہوا اُڑا کر دانوں سے آگے لے جاتی ہے۔ الٰہی عدالت کو اکثر گیہوں سے بھُوسا کو جُدا کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے (مثلاً زبور ۱: ۴؛ لوقا ۳: ۱۷)۔

پس پہلی اور پچھلی بارش جسے "خزاں اور بہار کی بارش" بھی کہا جاتا ہے اچھّی فصل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے (یرمیاہ ۵: ۲۴)۔ خُدا نے خود بارش اور فصل کا آپس میں تعلق پیدا کیا ہے اور اپنے فرمانبردار لوگوں سے اِن کا وعدہ کیا ہے:

"اگر تم میرے حکموں کو جو آج میں تمکو دیتا ہُوں دِل لگا کر سُنو اور خُداوند اپنے خُدا سے محبّت رکھو اور اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان سے اُس کی بندگی کرو۔ تو میَں تمہارے مُلک میں عین وقت پر پہلا اور پچھلا مینہ برساؤں گا تاکہ تو اپنا غلّہ اور مَے اور تیل جمع کر سکے" (اِستثنا ۱۱: ۱۳-۱۴)۔

عقلمند کسان اِس بات کو جانتے تھے کہ وُہ بڑے صبر کے ساتھ زمین کے پھل کا پہلی اور پچھلی بارش تک انتظار کرتے (یعقوب ۵: ۷)۔ نتیجتہً جب بارش ہوتی تو اِس رحمت کے لئے اُن کے دِل خُدا کی شُکرگذاری سے بھرے ہوتے۔ کلام میں اِسے شاعرانہ طریقے سے سب سے عُمدہ طور پر زبور ۶۵ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں پہلی بارش پر غور کیجئے جو سخت زمین کو سیراب کرتی ہے۔ خُدا زمین کی مینڈوں کو بِٹھا دیتا ہے اور اُسے بارِش سے نرم کرتا ہے، اور پھر آٹھ ماہ بعد وُہ سال کو تاج پہناتا ہے اور وادیاں اناج سے ڈھک جاتی ہیں:

"تُو زمین پر توجہ کر کے اُسے سیراب کرتا ہے۔
تُو اُسے خوب مالا مال کر دیتا ہے۔
خُدا کا دریا پانی سے بھرا ہے۔

جب تُو زمین کو یُوں تیار کر لیتا ہے تو اُن کے لئے اناج مہیّا کرتا ہے۔
تو اُس کی ریگھاریوں کو خُوب سیراب کرتا
اور اُسکی مینڈوں کو بِٹھا دیتا ہے۔
تُو اُسے بارِش سے نرم کرتا ہے۔
اور اُسکی پیداوار میں برکت دیتا ہے۔
تُو سال کو اپنے لُطف کا تاج پہناتا ہے۔
اور تیری راہوں سے روغن ٹپکتا ہے۔
وُہ بیابان کی چراگاہوں پر ٹپکتا ہے
اور پہاڑیاں خُوشی سے کمربستہ ہیں۔
چراگاہوں میں جھُنڈ کے جھُنڈ پھیلے ہُوئے ہیں۔
وادیاں اناج سے ڈھکی ہوئی ہیں۔
وُہ خُوشی کے مارے للکارتی اور گاتی ہیں"

(زبور ۶۵: ۹-۱۳)۔

تین سالانہ عیدیں

چونکہ بنی اِسرائیل، کسان قوم ہونے کے ناطے سے زمین سے بڑا نزدیکی تعلق رکھتے تھے، اِس لئے اِس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ اِن کی تین سالانہ عیدوں کا تعلق نہ صِرف مذہب سے ہے بلکہ زراعت سے بھی۔ اِن میں وُہ خُدائے واحِد کی جو زمین اور اسرائیل کا خُداوند ہے خُدائے فِطرت اور خُدائے فصل کے طور پر پرستِش کرتے تھے۔

عیدِ فسح جس کے فوراً بعد عیدِ فطیر یا بے خمیری روٹی کی عید ہوتی تھی مِصر سے بنی اسرائیل کی رہائی کی یاد میں منائی جاتی تھی۔ عیدِ فسح اپریل کے وسط کے قریب منائی جاتی تھی جبکہ خُداوند کے حضُور بڑی فروتنی اور شکرگذاری کے ساتھ پکّے ہُوئے جَو کا پہلا پُولا ہلایا جاتا تھا۔

دُوسری عید پہلے پھلوں یا فصل کی عید تھی۔ اِسے ہفتوں کی عید یا عیدِ پنتکُست بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ عیدِ فسح کے سات ہفتے یا ۴۹ دِن بعد ماہ جُون کے قریب منائی جاتی تھی۔ یہ اناج کی دونوں فصلوں یعنی گیہوں اور جَو کے لئے بطور شُکر گذاری منائی جاتی تھی۔ بعدازاں اِسے کوہِ سینا پر شریعت دِئے جانے کی یاد میں منایا جانے لگا۔ غالباً اِس کی وجہ یہ تھی کہ اِس سلسلہ میں خُدا نے بنی اسرائیل کو کہا تھا:

"یاد رکھنا کہ تُو مِصر میں غلام تھا اور اِن حُکموں پر احتیاط کر کے عمل کرنا" (استثنا ۱۶: ۱۲)۔

تینوں سالانہ عیدوں میں سے آخری، عیدِ خیام تھی۔ اِس عید میں لوگوں کو سات دِن تک درختوں کی شاخوں سے بنائی ہُوئی جھونپڑیوں میں رہنا پڑتا تھا۔ اِس کے بارے میں خُدا کا مقصد بڑا واضح تھا:

"تاکہ تمہاری نسل کو معلُوم ہو کہ جب مَیں بنی اسرائیل کو مِصر سے نکالکر لا رہا تھا تو مَیں نے اُنکو سائبانوں میں ٹِکایا تھا"

(احبار ۲۳: ۳۹-۴۳)۔

لیکن اِس عید کو جمع کرنے کی عید بھی کہا جاتا تھا، کیونکہ یہ عیدِ فسح کے چھ ماہ بعد اکتوبر کے وسط میں منائی جاتی تھی۔ اُس وقت تک انگور، زیتون اور اناج کی فصلیں جمع کی جا چکی ہوتی تھیں۔

اِن تینوں عیدوں کا منانا فرض تھا۔ خُدا نے فرمایا تھا:

"تُو سال بھر میں تین بار میرے لئے عید منانا۔ عیدِ فطیر کو ماننا۔ اِس میں میرے حُکم کے مُطابق ابیب مہینے کے مُقررہ وقت پر سات دِن تک بے خمیری روٹیاں کھانا (کیونکہ اسُی مہینے میں تُو مِصر سے نِکلا تھا) اور کوئی میرے آگے خالی ہاتھ نہ آئے۔ اور جب تیرے کھیت میں جسے تُو نے محنت سے بویا پہلا پھل آئے تو فصل کاٹنے کی عید ماننا اور سال کے آخر میں جب تُو اپنی محنت کا پھل کھیت سے جمع کرے تو جمع کرنے کی عید منانا اور سال میں تینوں مرتبہ تمہارے ہاں کے سب مرد خُداوند خُدا کے آگے حاضِر ہُوا کریں"

(خرُوج ۲۳: ۱۴-۱۷ مقابلہ کیجئے اِستثنا ۱۶: ۱۶-۱۷)۔

ایک نکتۂ نظر سے یہ عیدیں اِسرائیل کے عہدی خُدا کی علامتی رحمتوں کی یاد میں منائی جاتی تھیں، جس نے پہلے اپنے لوگوں کو مِصر کی غُلامی سے آزادی دلائی پھر اُنہیں کوہِ سینا پر شریعت دی اور پھر بیابان میں اُن کی پرورش کی۔ ایک دُوسرے نظریہ کے مُطابق یہ تینوں عیدیں فصلی عیدیں تھیں جو بالترتیب جَو کی فصل سے شرُوع ہونے، اناج کی فصل اور پھل کے فصل کے ختم ہونے کو ظاہر کرتی ہیں۔

پس بنی اسرائیل کو سِکھایا گیا کہ وہ یہوواہ کی بطور خالِق خُدا اور بطور نجات کا خُدا عِزّت کریں۔ اِن دونوں مضامین کو یکجا کر کے بنی اسرائیل کو بتایا گیا کہ جب وہ مُلکِ موعُود میں جائیں تو اِنہیں کیا کرنا ہوگا:

"تب جو مُلک خُداوند تیرا خُدا تجھ کو دیتا ہے اُسکی زمین میں جو قسم قِسم کی چیزیں تُو لگائے اِن سب کے پہلے پھل کو ایک ٹوکرے میں رکھ کر۔۔۔ کاہن کے پاس جاکر اُس سے کہنا کہ آج کے دن مَیں خُداوند تیرے خُدا کے حضُور اِقرار کرتا ہُوں کہ مَیں اِس مُلک میں جسے ہم کو دینے کی قسم خُداوند نے ہمارے باپ دادا سے کھائی تھی آ گیا ہُوں ... سو اَب اَے خُداوند! دیکھ جو زمین تُو نے مجُھ کو دی ہے اِسکا پہلا پھل مَیں تیرے پاس لے آیا ہُوں ... اِن سب نعمتوں کے لئے جِن کو خُداوند تیرے خُدا نے تجھ کو اور تیرے گھرانے کو بخشا ہو خُوشی کرنا" (اِستثنا ۲۶: ۱-۱۱)۔

یہاں بڑے بامعنی اِشارے مِلتے ہیں۔ پھلوں کی ٹوکری اُن تمام "اچھّی چیزوں" کا نشان تھی جو خُدا نے بنی اِسرائیل کو دی تھیں۔ یہ زمین کا پھل تھا جسے خُدا نے پیدا کیا تھا۔ لیکن کِس زمین سے؟ اُس زمین سے جسے دینے کی خُدا نے اُن کے باپ دادا سے قسم کھائی تھی۔ پھل، تخلیق اور نجات دونوں کا نشان تھا، کیونکہ یہ مُلک موعُود کا پہلا پھل تھا۔

مزید مطالعہ کے لئے دیکھئے:

۱- بائبل اٹلس۔
۲- تاریخ بائبل۔
۳- بائبل کے زمانہ کے دستور و رسوم۔

ملنے کا پتہ: مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶ فیروز پور روڈ۔ لاہور۔ ۱۶

بائبل مُقدّس خدُا کا کلام ہے جس میں اُس نے انسان کی نجات کے منصوبہ کو ازل سے لیکر ابد تک بیان کیا ہے اور اِس کا مرکز و محوّر یسُوع المسیح ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ہم بائبل کو بہتر طور پر جانیں تاکہ اپنی زندگی کے بارے میں خدُا کے مقصد و ارادہ کو اور یسُوع المسیح کی معرفت اُس نے ہماری نجات کا جو انتظام کیا ہے اُسے سمجھ سکیں۔

اِسی مقصد کے پیشِ نظر مُصنّف نے اِس سِلسِلۂ کُتب میں بائبل کے دینیاتی، سماجی، جغرافیائی اور تارِیخی پس منظر کا جائزہ لیا ہے تاکہ بائبل کے مقصد و مقام اور اُسکے پیغام کو سمجھنے میں مدد مل سکے، اِسکی تعلیمات پر بہتر طور پر عمل کیا جا سکے اور ہماری زندگیاں خدُا کے ازلی ارادہ کے مُطابِق ڈھل سکیں۔

اِس سِلسلۂ کُتب کے مُصنّف پادری جان۔ آر۔ سٹاٹ ایک معروف مُبشّر اور مُصنّف ہیں۔